

شماره
مکتبہ
مکتبہ
مکتبہ

مکتبہ
مکتبہ
مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ
مکتبہ
مکتبہ

مکتبہ
مکتبہ
مکتبہ

پیادگارا

اعلیٰ حضرت جامع الشریعت والطریقت فخر العلماء قدوقہ السالکین بذیہ العزیز
امام العاشقین مولانا الحاج محمد ذاکر بگوی نور اللہ مرقہ -

منجانب

اراکین حزب الانصار بھیرہ پنجاب

(۱) اندرونی و بیرونی حلوں سے اسلام کا تحفظ تبلیغ و اشاعت
انغراض و مقاصد اسلام (۲) اصلاح رسوم - احیاء و اشاعت علم و دینیہ -

قواعد و ضوابط

(۱) رسالہ کی عام قیمت دو روپیہ سالانہ مقرر ہے - بذریعہ دکان پانچ آنہ زیادہ خرچ ہوتے
ہیں جو صاحب پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ رقم بغرض اعانت ارسال فرمائیں
گے - وہ معاون متصور ہوں گے - ایسے حضرات کے اسماء اگر امی شکریہ کے
ساتھ درج رسالہ ہوا کریں گے -

(۲) غریب و فلسلہ شخص اور طلبہ کے لئے رعایتی قیمت سالانہ غیر مقرر ہے -
(۳) ارکان حزب الانصار کے نام رسالہ بلا معاوضہ بھیجا جاتا ہے - چندہ کنیت کم
از کم ۳۴ روپہ یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے - (۴) نمونہ کا پرچہ ہر کے
مکٹ ارسال کرنے پر بھیجا جاتا ہے - مفت نہیں بھیجا جاتا (۵) رسالہ ہر ماہ کی
یکم کو بھیرہ سے ڈاک میں ڈالا جاتا ہے - جملہ ڈاک کی بے عنوانیوں اور دیہات
کے چٹھی رسالوں کی غفلت سے اکثر رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں - اس لئے
جس صاحب کو ہر تاریخ تک رسالہ نہ ملے وہ اطلاع دیدیا کریں ورنہ دفتر ذمہ دار نہ ہوگا - جملہ خط و کتابت

م

ترسیل زر بے
مینجر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ پنجاب ہونی چاہئے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شمس اسلام

پنجاب

جلد ۳ بابت ماہ اپریل ۱۹۳۲ء مطابق ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ

نمبر

فہرست مضامین

نمبر شمار

۲	مدای	باب التفسیر	۱
۵	"	باب الحدیث	۲
۷	"	باب الفقہ	۳
۱۱	"	سلک خواہر	۴
۱۲	"	کیفیت کارکردگی	۵
۱۳	"	تحقیق المسائل	۶
۱۵	"	مغزیت کا سلاب	۷
۱۷	ترجمہ حنا رابع اے نیاز سید ماسٹر اسلامیہ کالج سکول ڈیرہ اسماعیل خان	تصویر عبرت	۸
۱۹	"	قادیانی فتنہ	۹
۲۳	"	سناٹہ بھوکا	۱۰
۲۹	"	قادیانیوں کا سفید چھوٹ	۱۱
۳۰	احمدیہ بھوکا ضلع شاہپور	شرط و شرطوں میں جماعت اسلامیہ و جماعت	۱۲
۳۱	"	شرط و شرطوں کی خلاف ورزی	۱۳
۳۳	حلالہ	حیات مسیح پر اسلامی مناظر کے دلائل کا	۱۴
۳۶	حصہ	ختم نبوت پر اسلامی مناظر کے دلائل کا	۱۵
۳۹	"	میرزا کا دعویٰ نبوت	۱۶
۴۵	"	دُکرو فات	۱۷
۴۷	"	قطعات تاریخ	۱۸
۴۸	"	مسلم سرشار پول	۱۹

بَابُ التَّفْسِيرِ

نشان رسالت

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا أَوْ مُبَشِّرًا أَوْ نَذِيرًا وَذَاعِياً إِنِّي أَنَا اللَّهُ
يَا ذِي الْقُرْبَىٰ وَسِعَ جَا مَنِيَّ (پارہ ۲۲ رکوع ۳)

(ترجمہ) اے نبی! بیشک ہم نے آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا۔ کہ آپ گواہ ہیں اور آپ بشارت دینے والے ہیں۔ اور ڈرانے والے ہیں۔ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلائے والے ہیں۔ اور آپ ایک روشن چراغ ہیں۔

فت۔ اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شاہد، مبشر، نذیر اور سراج منیر بتلایا گیا ہے۔ قرآن مجید میں آفتاب کو بھی سراج کہا گیا ہے جس کا ظہری کی آنکھیں نور آفتاب کے بغیر آستہ تلاغھن کرتے ہیں مد نہیں دے سکتیں۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی یعنی آفتاب ہدایت و سراج منیر کی ادا کی تعبیر یا ظنی آنکھیں بھی کھل نہیں سکتیں۔ اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج منیر کہہ کر پکارا گیا۔ سراج چراغ کو کہتے ہیں۔ چراغ تک رسائی بھی آسان ہوتی ہے۔ چراغ سے نور حاصل کرنا بھی سہل الحصول ہے پھر اس سے نور حاصل کرنے میں اکتساب اور قصود بھی دخل ہے۔ صحیح المزاج و صحیح البدن آدمی کو اس سے ناگوار ہی کسی وقت بھی نہیں۔ پھر اس میں شان انیس ہونے کی بھی ہے۔ یہ تمام صفات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں پوری طرح جلوہ گر تھیں۔ (پارہ ۲۶ رکوع ۹ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر واجب کی گئی) انشاد

مکرر۔

یٰۤاَکْرَمَ نَبِیِّکُمْ اِنَّکُمْ لَیْسَ بِکُمْ اِلَّا رُسُلُیْ
اور اس کی مدد کر رہے اور اس کی تعظیم کر رہے

لَتَقُوْنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُوْلِهِ وَتُخۡفِیۡمُوْهُ
و تَخۡفِیۡمُوْهُ -

تعلیم و توفیق کے لئے خداوند تعالیٰ نے قرآن میں امت محمدیہ کے لئے آداب کے قوانین تلقین فرمائے۔ اور سختی کے ساتھ ان کی پابندی کا حکم دیا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْعُدُوا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
اللَّهُ وَرَسُولِهِ وَأَقْرَبُوا اللَّهَ لِمَا تَدْعُوا
سَمِيعٌ عَلِيمٌ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا
تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ
وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ
لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا
تَشْعُرُونَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَخْضِبُونَ
أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ
الَّذِينَ امْتَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ
لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۚ وَآجُرْ عَطِيَّهِ ۚ إِنَّ
الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ
أَكْثَرُهُمْ هُمٌ لَا يَعْقِلُونَ ۚ (سورہ حجرات
پارہ ۲۶)

(ترجمہ) اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے پہلے تم مت سبقت کیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند مت کیا کرو۔ اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو۔ جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو یا نہ ہو کہ کبھی تمہارے اعمال برباد ہو جائیں۔ اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ بیشک جو لوگ اپنی آوازیں کو رسول کے سامنے پست رکھتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کیلئے خالص کر دیا ہے۔ ان لوگوں کیلئے منفعت اور عظیم اجر جو لوگ حجرات کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں۔ ان میں اکثر لوگ کو عقل نہیں ہے۔

ف۔ ارشاد ہوا۔ مجلس میں کوئی کچھ پوچھے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ دکھیو۔ تم اپنی عقل سے پہلے ہی جواب نہ دو۔ ہر بات میں اللہ و رسول کی تابعداری کرو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام و فعل میں سبقت کرنے کی بجائے سچو۔ اور اتقوا اللہ۔ اللہ سے ڈرو۔ وہ تمہاری کلام کو سننے والا اور تمہارے اعمال سے واقف ہے۔ اپنی آواز کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند نہ کرو۔ اور آپس میں جیسے ایک دوسرے کو نام لیکر بے تکلفی سے پکارا جاتا ہے۔ ایسا پکارنے سے بچو۔ کلام میں سبقت نہ کرو۔ خطاب میں سختی نہ کرو۔ نام لیکر نہ پکارو۔ بلکہ عزت و تعظیم سے نام لو۔ بعض مفسرین کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے۔ کہ سوائے سوال کرنے کے اور کوئی کلام از خود نہ کرو۔

خداوند تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی و بے ادبی کا نتیجہ ضبط اعمال فرمایا جو سب سے بڑی منہ قراردی جا چکی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی آواز کو اپنی آواز کو پست کرنے والوں یعنی ادب و نیاز مندی سے حاضر ہونے والوں کو متفقہ استحقاق عظیم قرار دیا۔

نبی مقیم کا ایک وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے باہر سے ہی عرب کے دستور کے مطابق یا محمد یا محمد کہہ کر پکارنا شروع کیا۔ اس پر خداوند کریم نے ایسے پکارنے والوں کو جاہل اور کم عقل فرمایا۔

ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی آواز بلند تھی۔ ان آیات کے نزول کے بعد وہ اپنے گھر میں بیٹھ رہے۔ اور خوف خدا سے ان کی حالت بدل گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت ثابتؓ نے عرض کی۔ مجھے یہی ہلاکت کا خطرہ لاحق ہو گیا۔ میری آواز بلند ہے۔ خداوند کریم نے بلند آواز سے حضورؐ کی مجلس میں بولنے سے منع فرما دیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تو اس پر راضی نہیں کہ اچھی زندگی گذار کر اللہ کے راستہ میں قتل ہو کر جنت میں داخل ہو جائے؟ چنانچہ حضرت ثابتؓ جنگ یامہ میں شہید ہوئے۔ شفا قاضی عیاض میں ہے:-

واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موته وتوقیرہ وتعظیمہ لازم کما کان حال حیاته وذالک عند ذکرہ علیہ ذکر علیہ الصلوٰۃ والسلام وذکر حدیثہ وسنتہ واسماع اسہ وسیرتہ ومعاملتہ آلہ وحرمتہ وتعظیم اہل بیتہ وصحابتہ واجب علی کل مؤمن متقی ذکرہ اذ ذکر عندہ ان یخضع ویخشع ویوقر۔

جان لو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت توقیر و تعظیم و مات کے بعد یہی ہی لازم ہے۔ جیسے حیات میں تھی۔ اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنت۔ اسم مبارک۔ سیرت کا ذکر سنت و قت اور حضورؐ کی اہل عترت و آل بیتؓ صحابہ کے ساتھ معاملہ کرنے میں واجب ہے۔ ہر مومن پر جبکہ ذکر کرے یا ذکر کیا جائے اس کے پاس عاجزی کرے اور ڈرے اور عزت کرے

باب الحدیث

۱۔ عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذيء رواه الترمذی۔
 فرمایا میں نے کی عادت نہیں۔ کہ جو طعن کرے۔ فحش گوئی یا بیہودہ بکواس کرے۔
 ۲۔ عن خالد بن معدان عن معاذ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من غير أخاه بذنب لم يمت حتى يعلم يعني من ذنب قد تاب منه رواه الترمذی فرمایا۔ جو کوئی کسی شخص کو کسی ایسے گناہ پر ملامت دے۔ جس سے اس نے توبہ کر لی ہو۔ ایسا شخص مرنے سے پہلے وہ کام ضرور کرے گا جو یعنی اس گناہ میں آلودہ ہوگا۔

۳۔ عن صفوان بن سليمان انه قيل لرسول الله صلى الله عليه وسلم ايكون المؤمن جبانا قال نعم فقیل له ايكون المؤمن جبیلًا قال نعم فقیل له ايكون مؤمن كذابًا قال لا رواه مالك بن الحنفی

سوال کیا گیا کیا مؤمن بزدل ہوتا ہے۔ فرمایا ہاں؛ پھر سوال ہوا کیا مسلمان غیبل ہوتا ہے فرمایا ہاں۔ سوال ہوا کیا مؤمن جھوٹا ہوتا ہے۔ فرمایا نہیں۔
 ۴۔ عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نظر في كمال اطهرت النصارى ابن مريم فانها انا عبد لا نقولوا عبد الله ورسولہ متفق علیہا
 فرمایا۔ توبیف کرنے میں مجھے اس طرح نہ بڑھانا جب تک نصاریٰ نے حضرت سحیح کو بڑھایا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ بس تم میرے حق میں یہی کہا کرو۔ کہ آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

۵۔ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ قذا ذہب عنکم عبیۃ الجاہلیۃ وفخرہا بالکباء انما هو مؤمن تقی او فاجر شقی الناس کلہم حیوان آدم من تراب رواہ الترمذی فرمایا۔ اب اللہ تعالیٰ نے تم سے پہلی جاہلیت

کی عادتیں اور باپ دادا کے نام سے فخر کرنے کی عادت سب دور کر دی ہے جس تم یہی خیال رکھو۔ یا تو کوئی مؤمن متقی ہے۔ یا فاسق بدکار ہے۔ سب لوگ بنی آدم ہیں اور آدم مٹی سے تھا۔

۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ من احق بحسن صحابی قال امک قال نعم من قال ابوہم متفق علیہ

ایک شخص نے عرض کیا۔ حضور میں کس کے ساتھ سلوک کروں فرمایا۔ اپنی ماں سے۔ اس نے کہا۔ اور کس کے ساتھ؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ۔ اس نے کہا۔ کس کے ساتھ۔ فرمایا ماں کے ساتھ۔ چوتھی مرتبہ فرمایا باپ کے ساتھ۔

۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ما رحم انفک من انفک قیل من یا رسول اللہ قال من الارک والد یمن عند الکبر احدا ہما او کلا ہما ثم لمرید خل اجبتہ۔ رواہ مسلم۔

فرمایا۔ بڑا ذلیل بڑا بے نصیب ہے۔ وہ شخص جو اپنے ماں باپ سے دونوں کو بایک کو بڑا اپنے میں پائے۔ اور پھر جنت میں نہ جائے۔

۸۔ عن المغیرۃ قال قال رسول اللہ ان اللہ حرم علیکم عقوق الائمات واولاد البتہ ومنعوا رھات وکرہ لکم قیل وقال وکثرة السؤال واضاعت المال متفق علیہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کیا ہے ماؤں کی نافرمانی کرنی۔ لڑکیوں کو زندہ بگاڑ دینا۔ اپنا روکنا لوگوں نے مانگنا۔ دوسرا دھڑکی باتیں کرتے رہنا۔ اور کثرت سے سوال کرنا۔ اور مال ضائع کرنا بھی خدا کو ناپسند ہے۔

۹۔ عن عبد اللہ بن عمر وقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الکبائر شتم الرجل والد یمن قالوا یا رسول اللہ وهل شتم الرجل والد یمن قال نعم یسب ابا الرجل فیسب اباہ ولیسب امہ فیسب امہ متفق علیہ

فرمایا۔ ماں باپ کو بگاڑ دینا بڑا گناہ ہے۔ صحابہ نے سوال کیا۔ حضور! اپنے ماں باپ کو کوئی بگاڑ دیتا ہے؟ فرمایا۔ ہاں جو شخص دوسرے کے ماں باپ کو بگاڑ لیوگا۔ وہ جواب

میں اس کے ماں باپ کو گالی دیگا۔ تو یہ گالی اس نے اپنے ماں باپ کو دی۔
 ۱۱۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس الواصل بالکافی
 ولكن الواصل الذی اذا قاطعت رحمہ وصلہا۔
 فرمایا محض بدلے میں سلوک کرنے والا واصل رحم نہیں۔ بلکہ واصل رحم وہ ہے
 جس کے ساتھ قطع رحمی کی جائے۔ تو وہ صلہ رحمی کرے۔

باب الفقهہ

ماہ ذی الحجہ کی فضیلت و احکام :- حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
 فرمایا ہے۔ کہ عشرہ ذی الحجہ سے بڑھ کر کسی اور دن میں کوئی عمل صالح زیادہ محبوب
 نہیں۔ لوگوں نے عرض کی کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں
 جہاد بھی نہیں۔ مگر وہ شخص کہ جان و مال لیکر نکلا اور کچھ لیکر واپس نہ آیا۔ جو کوئی
 قربانی کا ارادہ کرے اس کو لازم ہے کہ پہلی تاریخ سے نہ تو ناخن کٹائے اور نہ
 حجامت بنوائے۔ بعد قربانی یہ باتیں کرے۔ نویں تاریخ کی نماز فجر کے بعد سے
 پندرہویں تاریخ کی نماز عصر تک ہر نماز فرض باجماعت کے بعد ایک مرتبہ امام و
 مقتدی باذان بلند تکبیر شریقی یعنی اللہ اکبر! اللہ اکبر! لا الہ الا اللہ
 واللہ اکبر! اللہ اکبر! واللہ الحمد کہیں نویں تاریخ کا روزہ سنت ہے۔
 نضائیل عید گاہ و احکام عید الضحیٰ کے روز مسنون ہے۔ کہ قبل نماز کچھ
 نہ کھائیں۔ بعد قربانی۔ قربانی کے گوشت سے کھائیں۔ عید کے دن غسل و سواک
 کرنا۔ اچھے کپڑے نئے یا دھلے جو سیر ہوں پہننا مسنون ہے خوشبو لگا کر
 عید گاہ کو نماز کے لئے پایادہ تکبیر شریقی کہتے ہوئے ایک راہ سے جائیں
 اور دوسری راہ سے واپس آئیں۔ عید گاہ میں (اگر کوئی شرعی عذر نہ ہو)
 نماز پڑھنا دوسری مسجدوں سے افضل ہے۔ کیونکہ رسول خدا و صحابہ کرام مسجد نبوی

کو جس میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نماز کے برابر ہے۔ چھوڑ کر عید گاہ کو تشریف لیجا یا کرتے تھے۔ مسلمانوں کو چاہئے۔ کہ اس ثواب عظیم کو حتی المقدور نہ کھوئیں۔ علاوہ ازیں مسلمانوں کا ایک مقام پر جمع ہونا آپس میں میل جول مصافحہ معاقلہ کرنا ازاد محبت اور اسلامی شان و شوکت کا باعث ہے وقت نماز :- نماز کا وقت جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہو جائے۔ اس وقت سے شروع ہو کر زوال یعنی دو پہر ڈھلنے سے پیشتر تک ہے۔ وقت ہو جانے پر نماز کا ادا کر لینا مستحب ہے۔

ترکیب نماز :- نیت اس طرح کریں۔ کہ دو رکعت نماز عید الفی و اجب معہ چہ تکبیرات یہ کہہ کر دونوں ہاتھ کانوں کی کوتک استد اکبر کہتے ہوئے لیجائیں۔ اور حسب معمول ہاتھ باندھ کر سمحانک اللہم و بعدک و تبارک اسمک و تعالیٰ جدک وکلا اللہ غیرک پڑھیں۔ بعد ازاں تین تکبیرات اور کہیں۔ پہلی دو تکبیروں میں ہاتھ جوڑ دیں۔ اور تیسری تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں۔ امام قرائت کرے مقتدی یعنی پیچھے والے چپ چاپ سنتے رہیں۔ پھر امام کے ساتھ رکوع و سجود کریں۔ اور دوسری رکعت میں امام کی قرائت کے بعد تین تکبیریں کہیں۔ اور ہر مرتبہ ہاتھ کانوں تک لیجا کر چھوڑ دیں۔ باندھیں۔ بعد ازاں رکوع و سجود کر کے نماز پوری کریں۔ جب نماز ختم ہو جائے۔ اور امام خطبہ پڑھے۔ تو لازم ہے۔ کہ اپنی اپنی جگہ بیٹھ کر (اگرچہ امام کی آواز نہ سنائی دے) خاموشی کے ساتھ خطبہ سنیں۔ بل شہر بعد نماز قربانی کریں۔ نماز سے پہلے قربانی درست نہیں۔

فضائل قربانی :- حدیث نبوی میں ہے۔ کہ آدمی کا کوئی عمل قربانی کے قربانی سے زیادہ خدا کے نزدیک محبوب نہیں۔ یہاں تک کہ کھڑ سینگ و بال تک میزان میں تولے جائیں گے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ قربانی سنت ابرہیم ہے۔ اپنی قربانیوں کو موٹا کرو۔ یہی پلصراط پر تھلیدی سواریاں ہوں گی۔ ایک حدیث میں ہے۔ کہ ہر بال کے بدلے ایک ایک نیکی ملے گی۔ ایک حدیث میں یوں ارشاد ہوتا

ہے۔ کہ جو شخص باوجود قدرت قربانی نہ کرے۔ وہ میری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔ مسلمانوں کو چاہئے۔ کہ وسعت ہوتے ہوئے اس وعید سے بچیں۔ اور ثواب عقبیٰ ہاتھ سے نہ دیں۔

احکام قربانی۔ ہر مسلمان مرد و عورت، عاقل بالغ، مقیم مالک نصاب جو اپنی حوائج اصلیہ سے فارغ چھپن روپیہ سکے رائج الوقت یا اس قدر روپیہ کے مال کا مالک ہو) اپنی طرف سے قربانی واجب ہے۔ عید الصبح کی دسویں تاریخ نماز فجر سے بارہویں تاریخ کی شام تک قربانی کا وقت ہے۔ لیکن افضل دسویں تاریخ ہے۔

قربانی کے جانور:- اونٹ، گائے، بھینس، دنبہ، بھیڑ، بکری نہ خواہ ما دہ صحیح و سالم ہو۔ بیمار۔ لاغر، اندھا، کاٹا، لنگڑا نہ ہو۔ کوئی عضو تاک، کان، دم، سینک، وٹھن وغیرہ ایک تہائی سے زیادہ کٹا نہ ہو۔ اونٹ پانچ سال، گائے، بھینس دو سال، بھیڑ، بکری ایک سال۔ دنبہ فریہ چھ ماہ سے کم کی قربانی جائز نہیں۔ اونٹ، گائے، بھینس میں سات آدمی حصہ مساوی شریک ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہوگا۔ تو قربانی نہ ہوگی۔ اگر سات آدمی سے کم شریک ہو کر سب حصہ مساوی لیں۔ تو قربانی درست۔ اگر آٹھ آدمی شریک ہوں۔ یا کوئی حصہ دار کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہو۔ تو کسی کی قربانی صحیح نہیں۔ قربانی اپنے ہاتھ سے کریں۔ اگر خود اچھی طرح نہ کر سکے۔ تو دوسرے سے کرائیں۔ بوقت ذبح چھری تیز کر لیں۔ ایک جانور کو دوسرے کے سامنے ذبح نہ کریں۔ جانور کو ہاتھ پاؤں باندھ کر قبلہ رو ٹائیں۔ اور یہ دعا پڑھیں:- اے وحیجت و جہی للذی نظم السموات والارض حنیفاً واما انا من المشرکین۔ ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ و بئ الذی اھرت وانا من المسلمین پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر جانور کو ذبح کریں۔ بعد ذبح یہ دعا اللھم تقبل منی کما تقبلت

من حیبتک ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام پڑھے۔ اگر دوسرے کی طرف سے قربانی کرتا ہو۔ تو منیٰ کی من فلان ابن خلات یعنی من کے بعد قربانی کرنے والے اور اس کے باپ کا نام لے۔ جب جانور ٹھنڈا ہو جائے۔ اور حرکت موقوف ہو جائے اس وقت پوست اتاریں۔ اور گوشت کے تین حصّہ کریں۔ ایک حصّہ اپنے مصرف میں لائیں۔ ایک لغزا اقارب اور دست آشتی میں تقسیم کریں۔ اور ایک حصّہ فقرا و مساکین کو دیں۔

مسائل متفرقہ: قربانی کی کوئی چیز گوشت و پوست اور اون یہاں تک کہ سر۔ اوجہ۔ غدد۔ چھپڑے اور گوبر کا اپنے لئے بچھا یا اجرت قصاب میں دینا جائز نہیں۔ گوشت، کھال وغیرہ اگر بچی جائیں۔ تو اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے۔ اور محل صدقہ فقرا و مساکین و یتامیٰ و طلباء دین و مسافرین وغیرہم ہیں۔ کھال کی قیمت مسجد میں لگانا۔ چراغ بتی کرنا، فرش و جانماز بنانا یا کتواں کھودوانا درست نہیں۔ اگر کسی شخص نے یا وجود و وجوب قربانی نہ کی۔ اور ایام قربانی گزر گئے تو اس کو لازم ہے۔ کہ ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کر لے۔

اتماس: جامع مسجد بھیرہ میں دارالعلوم عزیزیہ عرصہ پونے تین سال سے جاری ہے۔ جس میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے دور دراز سے طلبہ اقامت گزریں ہیں۔ اس کے مصارف کے لئے مال و جان سے امداد کرنا اسلامی فرض ہے۔ بقرعید کے موقعہ پر قربانی کی کھالوں کا بہترین مصرف یہی ہے۔ کھالیں یا ان کی قیمت دارالعلوم کے ناظم کے پاس جمع کرا دی جائے۔ بیرونیجات کے اصحاب اپنے موضع یا قصبہ سے کھالیں۔ ایک جگہ جمع کر کے ان کی قیمت بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں شہر بھیرہ کے ذی قدرت اصحاب کی خدمت میں اتماس ہے۔ کہ تمام کھالیں۔ جامع مسجد میں جمع کر کے بھجوا کر عند اللہ ماجور ہوں۔ ایسے دینی مدرسہ..... کے قہا، کے لئے سعی کرنا دین میں فلاح و بہبودی کا باعث ہوگا۔

سیکس جواہر

(از ملفوظات حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ)

ایک شخص نے خلق کو اللہ کی طرف دعوت دینے کی اجازت طلب کی۔ فرمایا۔ خلق کو اللہ کی طرف بلانا۔ مگر خبردار اپنی طرف دعوت نہ دینا۔ اس نے عرض کی۔ اپنی طرف کیسے دعوت دیجاتی ہے۔ فرمایا اپنی طرف کے یہ معنی میں۔ کہ اگر کوئی اور شخص اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کرے اور تجھ کو ناخوش آئے۔ تو یہ علامت اس کی ہے۔ کہ تو اپنی طرف دعوت کرتا ہے۔

فرمایا۔ سب سے بہتر چیز وہ دل ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی یاد ہو۔ صوفی مرتع اور سجادہ سے نہیں ہوتا۔ صوفی وہ ہے۔ جو نہ ہو۔ صوفی وہ ہے کہ دن کو اسے آفتاب کی ضرورت نہ ہو۔ اور رات کو کچھ اور ستاروں کی۔ فرمایا۔ دین کو شیطان سے اندیشہ نہیں ہے۔ بلکہ عالم حریص دنیا اور زاہد بے علم ہے۔

فرمایا۔ تین چیزوں کی انتہا مجھے معلوم نہیں ہوئی۔ انتہائے درجات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ انتہائے کبد نفس اور انتہائے معرفت۔ فرمایا۔ تمام جہان کا لقمہ بنا کر مہمان کے منہ میں رکھا جائے۔ پھر بھی اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

فرمایا۔ غلامی کی خاطر داری نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت۔ اور اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنے میں عمر گزارنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ اور پاکوں کو پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی دوستی اس شخص کے دل میں نہیں ہوتی جس کو خلق پر شفقت نہیں ہوتی۔

خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ

کیفیت کارکردگی

خاکسار مدیر کو پنجاب کے متعدد مقامات مثلاً سماہی وال، جھوکا، منڈی پھلوان، سمندری، ہرہ کوٹ وغیرہ میں تبلیغ کے لئے جانا پڑا۔ عیسائیوں سے سماہی وال مناظرہ کی غرض سے جانا پڑا۔ مگر عیسائیوں کو میدان میں آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ جلسہ عام میں کفارہ انیت و تثلیث وغیرہ کے باطل عقائد کی تردید کی گئی۔

حزب الانصار کی طرف سے دو مبلغ مقرر کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ مبلغین کا کام صرف دیہات کی جاہل آبادی کو احکام اسلام سے خبردار کرنا اور فتنہ ہائے ارتداد کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ جو صاحب اس کام کو کر سکتے ہوں۔ براہ کرم بہت جلد اپنے عنایت سے ناظم و قریب حزب الانصار بھیرہ کو اطلاع دیں۔ مشاہرہ وغیرہ کا فیصلہ زبانی یا بذریعہ تحریر ہو سکیگا۔ اس وقت تبلیغی وفد بھیجنے کی سخت ضرورت لاحق ہو رہی ہے۔ ہمارے امراض کا واحد علاج منظم تبلیغ ہی ہے۔

مولانا مولوی عبدالحجید صاحب کٹھیا لوی صدر مدرس دارالعلوم غزنیہ بھیرہ ۶ شوال سے نہایت محنت و تندہی سے تعلیم کر رہے ہیں۔ اس وقت دارالعلوم میں ۵۰ کے قریب طلباء ہیں۔ جن میں سے نصف کے جملہ مصارف خوراک و رہائش۔ کتب و قریل وغیرہ حزب الانصار کے ذمہ ہیں۔ تعلیم القرآن کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ دارالعلوم کی مالی حالت نہایت کمزور ہے۔ مخیر حضرات فرض ہے۔ کہ اس کی طرف دست تعاون دماز کریں۔

جریدہ شمس الاسلام کی ترقی اشاعت میں حسب ذیل حضرات نے حصہ لیا۔

ممنون فرمایا۔
 ”میاں شمس الدین صاحب، مولوی اشرف علی صاحب، ڈاکٹر فیروز الدین صاحب، مولانا محمد نصیر الدین صاحب، یگودی۔“

تحقیق المسائل

اُسْتَفْتَا

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اندر میں کہ نماز بغیر دستار ٹوپی سے مذہب حنفیہ میں
بلا کر اہت جائز ہے۔ یا مع الکر اہت؟ اور اگر مکروہ ہے۔ تو مکروہ تحریمی ہے۔
یا تنزیہی؟ بینوا توجروا۔

الجواب وهو ما لم یلتحق بالصواب

نماز ٹوپی کے ساتھ پڑھنا مذہب حنفیہ میں بلا کر اہت جائز ہے۔ اور اس کے دلائل
درج ذیل ہیں:

وجہ اول: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف اس معاملہ میں
مختلف تھی۔ کبھی صرف دستار۔ کبھی دستار مع کلاہ۔ اور کبھی ٹوپی بغیر دستار سر
سبارک پر رکھا کرتے تھے۔ اس کا ثبوت کتب احادیث میں بکثرت موجود ہے۔
اس جگہ تھوڑا بیان کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ صاحب در المختار و رد المختار نے
لکھا ہے: وصح انہ علیہ السلام لبسہا۔ کذا فی بعض النسخ و مثله فی دار الفقی
ای ای لبس قلانس و قد رواه المصنف و الذی یلی الی الذی یلی و بعض النسخ
وصح انہ لبسہا ای قلانس المحرم و الذی یلی و صاحب سفر السعادت لکھتے
ہیں۔ کہ بغیر صلی اللہ علیہ وسلم ازارہائے پوشیدہ و گاہے عمامہ بے کلاہ و گاہے کلاہ
و گاہے عمامہ۔ حافظ ابن قیم نے زاد المعاد میں اور شوکانی سے نیل الارطا۔ میں
اسی طرح ذکر کیا ہے۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ عمامہ رکھنا حالت نماز میں یا خارج از نماز سنت موقوفہ
نہیں ہے۔ بلکہ موجب افضلیت ہے نہ کہ کراہت۔ بلکہ محدثین مذکورہ کی روایات
سے عمامہ اور ٹوپی میں مساوات ثابت ہوتی ہے۔ گویا بعض احادیث سے دستار کی

کلام بر فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ مگر کراہت ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔

وجہ حق م:۔ صاحب متون معتبر و شروح مستفہر میں سے کسی نے بھی صراحت نہ اشارۃً اس مسئلہ میں نماز کی کراہیت کا ذکر نہیں کیا۔ لہذا ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک یہ فعل یعنی نماز کا ٹوپی سے ادا کرنا غیر مکروہ بلکہ مباح ہے۔

وجہ سوم:۔ فقہا کرام نے عدم کراہت کی تصریح کی ہے چنانچہ تذاویٰ امینیہ میں لکھا ہے: کہ نماز باکلاہ مکروہ نیست باتفاق۔ بلکہ صاحب خزینۃ المسلمین اس کی زیادہ تفصیل کی ہے۔ اس نے لکھا ہے: الامامة مع القلوسۃ لیس بمکروہ ہکذا فی الواقعات مطلقاً سواء كانت العامة موجودة او لا۔

وجہ چہارم:۔ متفق علیہ فقہا است ویکرہ الصلوۃ تحاسر الراس الا تذلل۔ پس انہیں قید معلوم شد کہ در صورت عدم برہنگی خواہ دستار باشد یا باکلاہ جائز بلا کراہت است۔

وجہ پنجم:۔ صاحب منیہ نے لکھا ہے۔ والمستحب فی ثلاثۃ الثواب ازار و قمیص و عمامۃ اور عالمگیر میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔ اور صاحب کبیری نے اس کی شرح میں لکھا ہے:۔ ولوفی ثوب واحد متوشابہہ جمیع بدنہ کما یفعلہ الفقہاء فی المقصرۃ جاز من غیر کراہت مع تلبیس وجود الثوب الطاهر النہاہ۔ پس اس عبارت سے صاف طور پر عدم کراہت صلوۃ بغیر عامہ ثابت ہے۔ اور جبکہ نماز ایک جامہ متوشمہ سے مکروہ نہیں۔ تو تین جامہ یعنی ازار، قمیص و ٹوپی سے کیسے مکروہ ہو سکتی ہے؟ اس عبارت سے بھی اگر کسی کی تسلی نہ ہو سکتی ہو۔ تو فرید الطہیمان کی غرض سے صاحب فاتحہ کا شرح قدوری سے قول کیا جاتا ہے۔ جو اس عبارت کے بعد لکھتے ہیں:

المستحب فی وعن محمد ان المستحب ان یصلی فی ثوبین ازار و رد۔ اما یحائز فواحد یتوش بہ ای یحصل بہ ستار العورة و قمیص واحد الخ ان قال والمکروہ وھون یصلی فی ازار واحد فقط و فی الجلا فی اعلم ان المسنون للرجل

تو بان ازد و قمیص و یکفی ما یشتمل عامۃ حسد لا فلوصلی فی السراویل کذۃ
انتہی ملخصاً۔ اس سے ظاہر ہوا کہ عامہ کا نماز کے وقت سر پر باندھنا مستحبات
سے بھی نہیں ہے۔ پس یہ سنت کیسے ہو سکتا ہے۔ اب اہل انصاف کو غور کرنا چاہئے۔
کہ نماز بغیر رستار کیسے مکروہ ہو سکتی ہے۔ جبکہ ترک دستار غیر مکروہ ہے۔ اور بغیر کلاہ
ننگے سر مکروہ ہے پس ثابت ہوا کہ ٹوپی سے مکروہ نہیں ہے۔

لقد اما عندی واللہ ما علم بالاصواب الیہ المرجع والمآب

حررہ الفقیر راجی رحمۃ ربہ الصمد ظہو احمد بلکوی کلن اللہ

متوطن بلدۃ۔ بھیرہ۔ پنجاب

مغربیت کا سیلاب

ہندوستان ہو یا مصر شام ہو یا عراق، چین ہو یا افغان تان غرض ایشیا
کے تمام ممالک مغرب اور بالخصوص یورپ کے اثر و اقتدار سے آزادی حاصل کرنے
کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ لیکن مغربی سیاسیات کے علاوہ مغربی تہذیب و
تمدن ان کے علوم و فنون اور ان کے افعال و علامات کا مشرق کی روایات مشرق کے
اخلاق اور مشرق کی مذہبی عظمت پر کچھ ایسا جادو چل چکا ہے۔ کہ مشرق مغرب کا
سماسی ہی نہیں بلکہ داغی طور پر بھی غلام ہے۔ اور سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ آخر مشرق
کا انجام کیا ہوگا؟

ہندوستان تو بہت عرصہ سے مغربی تہذیب و تمدن کا جولا نگاہ بنا ہوا ہے۔
اور اب یہاں تک متاثر ہو چکا ہے۔ کہ باوجود ادوائے آزادی کے اس کا ہر نوجوان
اپنی پاکیزہ و شاندار قومی روایات کو خیر باد کہہ چکا۔ اور اپنی مذہبی و اخلاقی حالت میں
ناخوشگوار بلکہ رنجیدہ انقلاب پیدا کر چکا ہے۔ حیرت ہے۔ کہ وہ عربی و اسلامی
ممالک بھی جو اپنی قدامت پسندی، مذہبی عظمت اور اخلاقی رہبری کی وجہ سے نمایاں

شہرت رکھتے تھے۔ صرف دس بارہ سال کے عرصہ ہی میں (یعنی یورپ کی گزشتہ عالمگیر جنگ کے بعد) اپنی روایات کو فروغ دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک مٹ ہو سیاح نے قاہرہ میں ممالک عرب کی سیاسی و اخلاقی حالت پر جو لیکچر دیا ہے۔ اس کا ذکر کسی قدر تفصیل کے ساتھ کانفرنس گزٹ میں چھپا ہے۔ اس کا کچھ اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا ہے :-

آپ فرماتے ہیں :- ”کنرب کا سیلاب زیرِ روزِ بلادِ عربیہ کے اخلاقی شرف و امتیاز کو بہانا چلا جا رہا ہے۔ اور کوئی نہیں جو اس کے انراد کے لئے اپنی آواز بلند کرے یورپ اپنی سیاہ کاریوں کے باعث یقیناً ایک روز زیرِ دُرب ہوگا۔ مگر ہمیں خوف یہ ہے کہ وہ اپنے ساتھ عربی ممالک کو بھی لے ڈوبے گا۔ اس کے بعد وہ ان فوجش کی تفصیل بتاتے ہوئے فرماتے ہیں :- ”فلسطین جو عثمانی خلافت کے زمانہ میں ہر قسم کے فوجش و مکرہات سے محفوظ تھا۔ آج وہاں یہ سب چیزیں موجود ہیں۔ شراب و مسکرات کی اس قدر کثرت ہے جس کا تصور کرتے ہوئے دن کا نپٹے لگتا ہے۔ زنان بازار میں نوجوان عربوں کے اخلاق کو تباہ کر رہی ہیں۔ سینما و تھیٹر غریب عربوں کو کنگال و مفلس بنا رہے ہیں۔ اور عریانِ ناچ ان کی تاریخی شرافت کو پیوند خاک کر رہا ہے۔“ اب بغداد کا حال سنئے۔ جسکو ہم مسلمان اس کی عظمت و دیرینہ روایت کی بناء پر بغداد شریف کہا کرتے ہیں۔ بغداد جو خلفائے عباسیہ کا پایۂ تخت اور عربوں کا بلاد تھا۔ اور جس میں وجہ و فرات کی طرح علوم و کمالات کے دریا بہتے تھے۔ آج اس تمدن اور معاشرت عربوں کے چہرہ پر بدنامی کا سیاہ داغ ہے۔ بغداد کی شراب نوشی اپنا جوا بٹاپ ہے۔ وہاں کے قحبہ خانے پیرس کو شرمایہ ہیں۔ اور وہاں کی ادبائیاں زنانہ جاہلیت کی یاد تازہ کر رہی ہیں۔ عثمانی خلافت کے دور میں ان ممالک میں ان چیزوں کا تصور بھی مشکل تھا۔ مگر آج یہ چیزیں وہاں کی روزانہ زندگی کا معمول ہیں۔ باب عالی نے کبھی عربی ممالک کو اخلاقی برتری سے نہیں گرایا۔

بلادِ عربیہ کی اخلاقی پستی کی تصدیق اس یادداشت سے بھی ہوتی ہے۔ جو عراق

کے علماء و شیوخ نے شاہ فیصل کو بھیجی ہے۔ اس میں بھی حکومت کی یحیائی کو جرم قرار دیئے جاتے، برہنہ ناچ کی موقوفی اور شراب کی قطعی ممانعت اور فاحشہ عورتوں کی ہندسش اور قمار بازی کی ممانعت اور رمضان مبارک میں ہوٹلوں اور قہوہ خانوں کی ممانعت کے مطالبات پیش کئے گئے ہیں۔ اور ان سب باتوں کا پھر بغداد میں جنگ کے بعد ہوا ہے۔ جنگ سے پہلے وہاں یہ حالت نہ تھی۔ ان حالات سے اندازہ کیجئے۔ کہ اسلامی ممالک کی حالت مغربی اثرات کی بدولت کس حد تک ابتر ہو چکی ہے۔ حالت یہ ہے کہ یورپ کی غلامی سے بیزار سی طاہر کی جاتی ہے آزاد کی جدوجہد کی جاتی ہے مگر کیا یہ بدترین غلامی نہیں جس میں یہ لوگ مبتلا ہیں؟

نصویر عبرت

(اخر فاضلہ جناب ایم۔ اے نیاز سٹیڈی اسٹڈنٹس لائبریری سکول میراٹھلی)

تغیر کا قلم ہر وقت جو محو نگارش ہے
یہ عبرت کا مرجع بسکلی نگھوں نے نہیں دیکھا
جہاں افغانہ ویرانی کے منظر خون لائے ہیں
یہاں ہر فرد ہے پایندہ کل میں علیہا فان
بقا کے خواب دیکھے سیکرہوں اقوام عالم نے
لبا فسانہ ہی پر بیٹھے یونان کے دفتر
کہاں ہیں کیسے قصر نے کی آئین جہاندار
بہا کر لیگی ایک ایک کو موج وال آخر
کہ کھتی ہو خداوندی کی غیرت بھی جلال آخر

میرے تقدیر کو دخل ہے تیری مشیت میں
اشارہ ہو تباہی کا اگر تیری جلالت کا
کہ تویر فعل پر قیاد ہے اور سراز کا دانا
نہ دیکھے کلبہ دہقان چھوٹے قصر شہانہ

مٹایا نوحیت انسان کو تیری کبریائی نے
 لگے اس بے نیازی کے تو میرے گوش اڑتے ہیں
 تیرا اسلام اور اس کی یہ درد انگیز بادی
 کوئی تشککہ ہی جسکو ٹھنڈا کر رہا ہے تو
 نہ چھوڑا سینکڑوں قوموں کا افسانہ
 کتیری ہی بجلی اور تیرا اپنا کاشانا
 تیری وحدت سرا اور اس پند خندانہ
 یہ تیرا فوجیوں چاہتا ہی اس کا کھجانا
 تو دنیا بھر کی آبادی کو پہلے کرے دیرانا
 اگر منظور ہے تجھ کو کہ تیرا دین مٹ جائے

بہارِ روضہ امکاں ہے تیرے نام سے باقی

مرے اللہ تیرا نام ہے اسلام سے باقی

نہ کر پال استحقارِ عالم اس امانت کو
 نہ کر محروم اس کی گونج سے نیکی انفل کو
 فروغِ حقیقہ جبر ویر ہے ان جلوہ کی خشتانی
 لئے جاتا ہے بازارِ بد کے ساز و سامان کو
 تیری شوکت کے سرمایہ میں کیا ہجائیگا باقی
 درِ میخانہ عالم کو کرے بندے رسائی
 ذرا ہلکھوٹا کر یہ تاشا دیکھ لے تو بھی
 لگا یا آدم و احمد نے جسکے اپنے سینے سے
 جو روح افزا صدا اٹھتی تھی گئے اور مدینے سے
 جو اترے عرش سے آیات قرآنی کے زینے سے
 ہٹا سوچِ حادث کو جھل کے سفینے سے
 اگر نا پید ہوں عرفان کے گھر اس خزینے سے
 اگر مانع ہے تو صہبائے اللہ کے پینے سے
 تیری توحید زندہ ہی مسلمانوں کے چینے سے

ہاں بے مالگی ایاں کی دولت کے دارا ہیں

اگر ہم ہیں تو دنیا میں فرشتے جلوہ آرا ہیں

ابھی بھولتے جاتے ہیں اب ہم اپنی غفلت کو
 جنودِ آسمانی کا گماں ہو خاکِ لول پر
 نظرِ جائیں جلوے قرنِ اول کے نگاہوں کو
 زبانِ تودہ توں کرنی رہی ہننگامہ آرائی
 بدل دے اس سکونِ مرگ زاکو بتقراری سے
 ہر اک ذرہ کو پھر خورشید کی دیگرِ خشتانی
 ہمیں بیدار کرنے کیلئے سامان پیدا کر
 مسلمانوں میں بھڑاس نہ لے انسان پیدا کر
 ابوبکر و عمر و حیدرؓ اور عثمانؓ پیدا کر
 دلِ لذت خناس معنی قرآن پیدا کر
 قلوبِ مردہ میں پھر نسیت کا ارمان پیدا کر
 ہر اک قطرہ سے پھر اک لمحہ کا طوفان پیدا کر

ذرا اس سطیبتِ ماضی کو چشمِ حل بھی دیکھے

جویہ ادا بار دیکھ لے تو وہ اقبال بھی دیکھے

(دماخوف)

قادیانی فتنہ

مذہبِ مسلمہ خلیفہ عی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے فتنہ اعیوں کی شورشِ حاٹھیسو روکن
(قابلِ توجہ برادرانِ اسلام بنگلور و مہرودان ملتِ اسلامیہ حاطہ مسو روکن)

شامتِ اعلیٰ سے آج ہر حصہ دنیا میں ہماری جو کیفیت ہو رہی ہے۔ محتاجِ بیان
نہیں۔ ہماری غفلت و بے پروائی اور مذہب سے بے اعتنائی کے سبب دشمنانِ اسلام
کی امن سوز ریشہ و دانیہاں کس طرح انجان مسلمانوں میں اپنا زہریلا اثر پھیلا رہے
ہیں۔ باخبر برادرانِ اسلام و قادیان ملتِ اسلامیہ سے مخفی نہیں۔ ان رہنماں
ملت کی تباہ کن یلغاروں سے جو جہڑا سب و صدقات ٹوٹ رہے ہیں۔ محتاج
بیان نہیں۔ آریہ اور عیسائی براہِ اختلاف دین اسلام اور اسلامیوں پر طرح
طرح سے ستم ڈھا رہے ہیں۔ کاذب مدعیانِ نبوت کے پیرو اسلامیوں کے لباس میں
اشاعتِ اسلام کی ٹٹی کی آڑ جو فی الحقیقت مذہبِ مرزائی ہے بھولے اور انجان
غافل از کار و فریب مسلمانوں کو عجیب و غریب دھوکے دے کر ایمان و اسلام
سے بے نصیب کرنا چاہتے ہیں۔ اشاعتِ اسلام کے پرہیز سے ایک امن مند اخوت
شکمن ہنگامہ تباہ و گمراہ کن فتنہ ہندوستان کے طولی عرض میں شورشِ انگیز
ہو رہا ہے جس کے شرارے بدقسمتی سے جنوبی ہند میں بھی بھڑک اٹھے ہیں۔ اور آج کل
ہماری غفلت و بے پروائی کے باعث بعض نام نہاد شیطانِ شہوت کے پیکر خود غرض
افراد کی حاضرت میں مسلمانانِ مسو روکن کے خرمین امن و ایمان کو جلا کر خاکستر کرنا
چاہتے ہیں۔ اس نئے فتنے کی زہریلی رفتار کا اگر جلد از جلد سدِ باب نہ کیا جائے۔ تو
ممکن ہے عامۃ الناس کا بڑا حصہ غافل از مکر و فریب مسلمانوں کا دیرہائی طبقہ بہت
جلد اس خطرناک طوفان میں تباہ ہو جائے۔ اور پھر تدبیر کا رگ نہ ہو۔

”اس کے نفاق و شقاق سے آج جو ہماری حالت ہے محتاجِ بیان نہیں۔ اگرچہ
یہ ہمارے فردعی اختلاف ہیں۔ لیکن جب ان مدعیانِ ملت و اماموریت کی نئی ہلاکت

آخرین اشاعت و تبلیغ کو جن کے اختلافات اصولی اور اسلام کے خلاف ہیں۔ انجان مسلمانوں میں موقہ دیا گیا۔ تو پھر ایمان کا خدا ہی حافظ ہے۔ اور ساتھ ہی فتنہ اور فساد کا ایک نیا باب کھل جائے۔ جو اس سرزمین کی بُرائیوں فضاؤں کو مکرر کئے بغیر نہ چھوڑے۔ جس کے قرائن و آثار ابھی سے نمایاں ہیں۔ اب میں ان مدعیان نبوت و امامیت کے ہزاروں کفریات سے بمصداق ابراہیمؑ اور یحییٰؑ و یونسؑ و عیسیٰؑ و محمدؐ کے خلاف شرعاً و عقلاً و قلباً ان کے ہی شیطانی اہل بیت کے صحیفوں کے حوالہ سے بطور نمونہ دو چار لغویات تحریر کر کے فیصلہ ناظرین کرام پر چھوڑتا ہوں۔ اور تفصیل معہ دنیائے اسلام کے جمہور علمائے ملت کے فتاوے کے انشاد و نشر کتابی صورت میں شاخ ہوگی۔ نقل کفر کفر نباشد۔ اولاً مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریات ملاحظہ ہوں:-

- (۱) سچا ہے وہ خدا جس نے قادیان میں اپنا سچا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء مطبوعہ ریاض ہند ص ۳۰) (۲) قرآن کریم میں گالیاں بھری ہیں۔ (ازالہ ص ۲۵)
- (۳) براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے۔ (ازالہ ص ۵۳۲) (یہ مرزا کی تصنیف ہے)
- (۴) انبیاء علیہم السلام جھوٹے ہوتے ہیں۔ (ازالہ ص ۲۷) (۵) آنحضرتؐ سورۃ زلزال کے معنی غلط سمجھے۔ (ازالہ ص ۲۷) (۶) حضرت محمدؐ کی وحی بھی غلط تھی (ازالہ ص ۲۷)
- (۷) حضرت محمدؐ خاتم النبیین والمرسلین نہیں ہیں (ازالہ ص ۲۷)
- (۸) آنحضرتؐ کو ابن مریم و جال اور خرد و جال یا جوج و ماجوج و دابة الارض کی وحی نے خبر دی (ازالہ ص ۴۹) (۹) قیامت نہیں ہوگی۔ تقدیر کوئی چیز نہیں (ازالہ ص ۵۰) (۱۰) حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق مرزا کی گندہ وحی ملاحظہ ہو ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس کے ہر غلام احمد ہے۔ وہ شریر، بیکار، چور شیطان کے پیچھے چلنے والا جھوٹا تھا۔ (ازالہ اوام ص ۶۲) (۱۱) ۶۲۹ تک ر ضمیمہ انجام آختم ص ۳ سے ۷ تک (اس کی تین نانیاں اور دو ایمان زناکار میں)
- قرآن خدا کا کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں (حقیقۃ الوحی) (لولا انک لما خلقت

الافلاک میری شان میں ہے۔ حقیقتہً الوحی۔ آنحضرت کے معجزات صحابہ سے تین ہزار ثابت ہیں۔ میری تصدیق کے لئے خدا نے تین لاکھ بڑی بڑی نشانیاں ظاہر کئے۔ تم حقیقت الوحی ص ۲۱۸ و مکتوبات احمدیہ نمبر ۳ جلد ۳ ص ۴۹) باپ کی توشن چکے۔ اب بیٹے کی بھی سنئے۔ یعنی مرزا میاں محمود احمد خلیفہ قادیاں جن بشویشور کے اولاد العزم سردار کی کبواس ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہو گیا۔ حقیقتہً ابرو ص ۳۵
(۲) اب حج کا مقام قادیان ہے۔ برکات خلافت ص ۳۳) یہ بالکل صحیح بات ہے۔ کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے۔ اور بڑا سا بڑا درجہ پاسکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ (ڈاکٹر خلیفہ الفضل) ۱۹۲۲ء فروری ص ۶
(۳) مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا ذہنی ارتقا آنحضرت سے زائد تھا۔ (قادیانی ریویو جون ۱۹۲۹ء) کل مسلمان جو مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں کافر ہیں۔ خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو (آئینہ صداقت ص ۲۵)

عبداللہ پوری مدعی جہدیت و ماموریت کے اقوال

(۱) باوجود ان تمام خوشخبریوں کے خاکسار کو اس انعام الہی کا اقرار ہے۔ کہ حضرت غلام احمد قادیانی مسیح موعود اور یہ خاکسار جہدی معبود ہے۔ ہر دو خدا کی طرف سے مامور و مرسل ہونے کی وجہ سے ہم دونوں آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ یا ایہا الذین آمنوا آمینوا باللہ ورسولہ محکم آسمانی ص ۱۷ سے ۱۹ تک۔
(۲) یہ وہی انسان ہے جس کے لئے ساری دنیا انتظار کر رہی تھی ص ۱۷ محکم
(۳) اس طرح حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کی نبوت اور قائم النبیین کی نبوت اور مرتبہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ص ۱۷ محکم (۵) حضرت صاحب کا (مرزا قادیانی) علمی اکتساب اعلیٰ درجہ پر تھا۔ کئی استاد آپ کو ایک زمانے تک تعلیم دیتے رہے۔ لیکن وہی ظل نبوت جو آپ پر نازل ہوئی۔ وہی ہے۔ خاکسار کی استدعا

اور نزول وحی دونوں وہی ہیں۔ حضرت صاحب کا ایک الہام ہے۔ وجا ائٹک
النور وهو افضل منك۔ آپ نے لکھا ہے۔ کہ بعض کمالات استعداد میں وہ
مجھ سے افضل ہوگا۔ یہ نشان خاکسار کے وجود سے پورا ہوا۔ (محکم ص ۱۸)
(۱) اللہ تبارک و تعالیٰ تو مرتبہ میں یہاں رسول عربی سے بڑھ کر بتاتا ہے جب
مرزا قادیانی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ اور نبوت میں کوئی فرق نہیں۔
اور نہ مرزا سے افضل ہے۔ تو بات صاف ہے۔ اللہم احفظنا من شر
الکاذبین۔ اب صدیق جن بسویشور قادیانی کی جن باتیں جو ہندوؤں کے
اولیاء اللہ اور مرزا قادیانی کی بشارتوں کے مطابق مامور بن کر ظاہر ہوئے ہیں۔
ان کے اقوال بھی ملاحظہ ہوں:-

(۱) جن بسویشور کے متعلق نشانات حضرت مرزا صاحب کی کتب میں بھی ہیں۔
”تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں تجھے بشارت ہو کہ تجھے ایک وجبہ پاک لڑکا
دیا جائیگا۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ نور آتا ہے نور۔ یاقی قمر الا
نبیاء“ اسے فخرِ سلِ قرب تو معلوم شد، دیر آمدہ از رہ دور آمدہ۔
(قادیانی ہونے کا اعلان)

”دوات و قلم لاؤ۔ میں بھی لکھ دیتا ہوں۔ ہزار دفعہ لکھ دیتا ہوں۔ کہ میں پکا
قادیانی ہوں۔ کاغذ لیکر ذیل کی عبارت لکھی: صدیق جن بسویشور پکا احمدی ہے
حضرت مرزا صاحب نے ۱۳۲۶ء میں یہ اعلان کیا۔ کہ ایک مامور
قریب میں پیدا ہونے والا ہے۔ وہ روح حق سے بولے گا۔ اس کا نزول گویا خدا
کا آنا ہے۔ وہ ایک عظیم الشان انسان ہے۔ (علوم خاتم النبیین ص ۱۸)
یہ چند باتیں نمونہ کے طور پر اظہار کی ہیں۔ تفصیل انشاء اللہ کتابی صورت میں
ہدیہ ناظرین ہوگی۔ جس کے ملاحظہ سے مرزائیوں کی خطرناک پالیسی اور امن سوز و
ایمان شکن حالات ظاہر ہوں گے۔
ان حالات پر روشنی ڈالنے ہوئے بحوالہ کتب نہایت کرنے کے بعد برادرانِ اہل اسلام

سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ خود فیصلہ کر لیں۔ مرزائی امت جس کی شاخیں
دن میں بھی زور پکڑ رہی ہیں۔ اور اشاعت اسلام کی آڑ میں بعض مرزائی داعی انجان
مسلمانوں کو تنظیم و اتفاق کے حیلہ سے اپنے پھندوں میں پھانس رہے ہیں۔ مرزائی
اپنے تئیں اہل قبلہ کے دعوے کے کام نکال رہے ہیں۔ یہ فرقہ اسلام کے فرقوں میں سے
ہے۔ جن کے اختلافات فرعی ہیں۔ بلکہ یہ تو ایک جھوٹے کاذب نبی قادیان کے
پیرو ہیں۔ سیکرٹری اب بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد دعوے
نبوت کیا۔ لوگ اس پر بھی ایمان لائے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت میں قتل کیا گیا۔
روئے زمین کے تمام علمائے دین نے اس کاذب مدعی نبوت اور اس کے متبعین
میں مرزائیوں کو خواہ وہ قادیانی ہوں یا غیر قادیانی کافر و مرتد قرار دیا ہے۔ کہ ان کے
ساتھ کوئی اسلامی معاملہ جائز نہیں۔ نہ ان کے ساتھ مناکحت درست ہے۔ نہ ان
کے ہاتھ کاذب حجہ جائز ہے۔ نہ ان کو اپنی مسجدوں میں نماز کی اجازت دینی چاہیے۔
علمائے کرام کے یہ فتوے تفصیل وار دیکھنے ہوں۔ تو رسالہ القول الصبیح فی مکائد
المسح جو مطبع قاسمی دیوبند ضلع سہارنپور سے ملیگا۔ اور رسالہ استکشاف المسلمین
من مخالطة المرزائین جو انجمن حفظ المسلمین امرتسر سے ملیگا۔ منگو اگر مطالعہ کریں۔
ان مرزائیوں سے خود بخوبی۔ اور دوسروں کو بچائیں۔

وما علینا الا البلاغ

اطلاع

مردہ ۱۶ زدی الحجۃ ۱۳۵۰ھ بمطابق ۲۳ اپریل ۱۹۳۲ء بروز ہفتہ بمقام بھیرہ عالیجناب
زبدہ العارفین شیخ اکل حضرت مولانا عبدالغفور گوی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک منعقد ہوگا
یاران طریقت مطلع رہیں۔ اس موقع پر ارکان خزانہ الانصار کا بھی ضروری جلسہ ہوگا۔ تمام
ادکان کی خدمت میں التجا ہے کہ تاریخ مقررہ پر ضرور تشریف لائیں۔ مولوی یقیناً شاہ صاحب
و دیگر علمائے کرام کے مواعظ حسہ بھی ہوں گے۔
(خاکسار میر)

مناظرہ مجوکا

بتاریخ ۱۸ فروری ۱۳۳۲ء مجوکہ ضلع شاہ پور میں عظیم الشان اجتماع ہوا جس کی بنیاد یہ تھی کہ اس علاقہ میں چند نفوس مزارائی جماعت میں شامل ہو گئے تھے اور انہوں نے طبقہ عوام میں ان کی نادانیت اور سادہ لوحی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس مذہب کی تبلیغ کا سلسلہ جاری کر دیا تھا۔ اور اس طرح مسلمانوں کے شیشہ اتحاد و اتفاق پر ایک سنگیں ضرب لگائی جا رہی تھی۔ یہ حالت دیکھ کر وہاں کے ہمدردانہ و مہربان مسلمانوں سے نہ رہا گیا۔ اور وہ اس فتنہ کے انداد کے لئے حضرت شیخ الشیخ مولینا قمر الدین صاحب سجادہ نشین دربار سیال شریف کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت سجادہ نشین نے اس دعوت کو قبول فرما کر جناب مولینا محمد حسین صاحب کو توارثی مشہد مناظر اسلام کو مدعو کیا جس اتفاق سے حضرت العلامة مولینا معین صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے یہ ہر دو بربر گوار و جناب صاحبزادہ مولینا فخر الدین صاحب برادر حقیقی حضرت سجادہ نشین صاحب ذقیر (ظہور احمد گوی) و دیگر علمائے کرام حضرت جانشین کے ہمراہ بتاریخ ۱۸ فروری موضع مجوکہ میں پہنچ گئے۔ وہاں مختلف اطراف سے ہزاروں کی تعداد میں ایک مخلوق جمع ہو گئی تھی۔ اس عظیم الشان جلسہ میں جو اکابر ملت جمع ہوئے ان میں سے خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر یہ حضرات ہیں:-

- (۱) شیخ الشیوخ حضرت مولینا قمر الدین صاحب سجادہ نشین دربار سیال شریف -
- (۲) حضرت العلامة مولینا معین الدین صاحب اجیری (۳) مولینا مولوی محمد شفیع صاحب خوشبلی (۴) مولینا محمد حسین صاحب کو توارثی مناظر اسلام (۵) مولینا محمد سعید صاحب سیالکوٹی (۶) صاحبزادہ مولینا فخر الدین صاحب برادر حقیقی حضرت سجادہ نشین صاحب (۷) مولینا احمد دین صاحب گنجیالی (۸) باپو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری۔ عام اہل اسلام کی جانب سے صدر جلسہ حضرت العلامة مولینا معین صاحب اجیری۔ اور جماعت قادریوں کی جانب سے ڈاکٹر منظور احمد صاحب

بھیڑی اور مولوی ابراہیم صاحب بقا پوری قرار پائے جو یکے بعد دیگرے دلائل و
صدارت انجام دیتے رہے۔ مضامین زیر بحث یہ تھے:-

(۱) حیات مسیح (۲) ختم نبوت (۳) مرزا صاحب کا کیکڑہ۔ پہلے اجلاس میں
مناظرہ کے شرائط کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ اور اسی مہینہ میں یہ واضح کر دیا گیا کہ
مسئلہ حیات و وفات مسیح محض ایک غیر متعلق مسئلہ ہے جس کو جماعت قادیان
محض اپنے بچاؤ اور تقریر کی وسعت اور مرزا صاحب کے کیکڑہ کو مستور و پوشیدہ رکھنے
کے لئے سامنے لاتی ہے۔ ورنہ اصل چیز مرزا صاحب آنجنابانی کا کیکڑہ ہے۔ اگر وہ معیار
نبوت پر پورا اُترتا ہے۔ تو اس کے بعد ان کے تمام فروعی مسائل تسلیم کئے جاسکتے ہیں
خواہ حیات مسیح ہو یا وفات مسیح۔ اور ان کا کیکڑہ معیار نبوت بلکہ معیار امامت
و محمدیت حتیٰ کہ معیار اسلام پر بھی پورا نہ اُترا۔ تو وفات مسیح بھی ان کے کیا کام آ
سکتی ہے؟ اس پر کوئی مجبور نہیں ہے۔ کہ وفات مسیح کا عقیدہ رکھتے ہوئے خواہ
خواہ مرزا صاحب کو مسیح موعود یا نبی تسلیم کر لے جب تک ان کا کیکڑہ اس کی شہادت
نہ دے۔ کہ وہ معیار نبوت پر پورے اُتر گئے ہیں۔ صاحب صدر (حضرت
العلامہ مولانا معین الدین صاحب) نے اس پر روشنی ڈالتے ہوئے نہایت
صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ اگر ایسا ہی غیر متعلق مباحث و مسائل میں طبع آزمائی
کرنا ہے۔ تو مسئلہ حیات مسیح کی خصوصیت کیا ہے؟ دوسرے اہم مسائل (صفات
باری تعالیٰ کی غنیت و زیادت) وغیرہ پر بھی طبع آزمائی ہو سکتی ہے۔ اس کا غیر نشانی
جواب تک جب جماعت قادیان نہ دے سکی۔ اور بحث سے اس نے پہلو تہی کرنا چاہی
تو بالآخر علمائے کرام نے ان کی اس خواہش کو قبول کرتے ہوئے تصنیعِ اوقات کی
زحمت گوارا کر لی۔ شرائط مناظرہ میں خصوصیت کے ساتھ اس پر رفیقین کا اتفاق ہو
گیا تھا۔ کہ قرآن کریم احادیث نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے علاوہ کوئی چیز
استدلال میں پیش کی جائیگی۔ البتہ جماعت قادیان پر اتنا مال مرزا صاحب بھی حجت
ہوں گے۔ لیکن افسوس ہے کہ جماعت قادیان کی جانب سے ایسی شرط کی نہایت شدت

کے ساتھ خلافت ورزی کی گئی۔ اور تواریخ و ملفوظات تو درکنار عہد حاضر کے اقوال تک پیش کرنے میں دریغ نہیں کیا گیا۔ اور ہر طب و یا بس بلکہ موضوع و آیت اور قیاسات کا ایک دفتر ان کے سامنے تھا۔ علامہ ابن کی تصریحات و ذاتی آراء تو بجائے خود ہیں۔ نواب صدیقی حسن خان صاحب مرحوم و حضرات شیعہ تک مسندات پیش کرنے سے پاک تہیں کیا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ جماعت قادیان کی جانب سے استدلال اور رفع اعتراض میں سب کچھ پیش ہوا لیکن جو چیز پیش نہ ہوئی۔ وہ صرف قرآن کریم اور حدیث نبوی تھی۔ اس خلافت ورزی پر ان کو صاحب صدر نے ٹوکا۔ اور توجہ دلائی۔ اور نہایت بلند آہنگی کے ساتھ صاحب صدر کی جانب سے فقیر نے ہر مرتبہ اعلان کیا۔ لیکن نتیجہ یہی ہوا۔ کہ ۵۰ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

جماعت قادیان کی جانب سے یہی پیہم صدا آتی رہی۔ کہ خواہ ہم کچھ بھی کہیں۔ ہمارے وقت میں تم نہ یولو۔ جو سنائیں وہ سنو۔ اور دم نہ مارو۔ کہیں کی شرالٹ کی پیمندی علماء اسلام کے فائت تحمل و ضبط کا یہ وقت امتحان تھا۔ لیکن یا وصف اس کے علماء اسلام نے تمام دعاوی کو شرالٹ کی پابندی کرتے ہوئے حسن و خاشاک کی طرح ارادیا۔ جلاء الحق و نہر حق لباطل ان الباطل کا ان نہر حق و مسائل زحیرت کی تعداد کے مطابق تین اجلاس ہوئے۔ ہر اجلاس میں کم از کم ساڑھے تین گھنٹہ صرف ہوئے۔ ان میں جماعت قادیان کی طرف سے جن مبارکات و مجالات کا ظہور ہوا ہے۔ اور ان کا شافی و دندان شکن جواب علمائے کرام نے دیا ہے۔ ان کی اگر تفصیل بیان کی جائے۔ تو ایک مستقل کتب تیار ہو سکتی ہے۔ اس واسطے سب کو قلم انداز کر کے صرف مسئلہ حیات مسیح کو قدرے تفصیل کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ جس کے ذریعہ آسانی کے ساتھ عوام کو گمراہ کرنے میں جماعت قادیان کو کامیابی ہو جایا کرتی ہے۔ اس مسئلہ میں منجانب اہل اسلام مولینا محمد حسین صاحب کو تو تلڈری اور منجانب جماعت قادیان علی محمد صاحب مناظر دار پائے تھے۔ مولینا محمد حسین صاحب نے قرآن کریم

اور احادیث نبویہ اور اجماع امت سے حیات مسیح کو ثابت کیا۔ اور اس بلاغت کے ساتھ مقول و متین انداز میں تقریر کی۔ کہ جس کا سامعین پر نہایت گہرا اثر ہوا۔ اس کے جواب میں مناظرہ قادیان سے ہجر اس کے کچھ زین پڑا کہ وہ جذبات عام سے اپیل کرے۔ چنانچہ اس نے اپنے مخصوص انداز میں تمام جسم کو حرکت دیکر کہا۔ کہ ”کیا غضب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیر زمین مدفون ہوں۔ اور عیسیٰ مسیح فلک چہارم پر زندہ موجود ہوں۔“ اسی کو مناظرہ صاحب زبادہ ویر تک کھینچنا بیان کر کے رہے۔ اس کے ثبوت میں نہ کوئی آیت پیش کی۔ نہ حدیث نہ اجماع امت۔ البتہ خلاف شرائط صرف ایک نامتام جملہ پیش کیا جس کا مفہوم (ان کے زعم میں) یہ تھا۔ کہ امام مالک وفات مسیح کے قائل ہیں۔ اس بخیہ گری کو بھی جناب مولینا محمد مسعود صاحب سیالکوٹی نے ادھیڑ کر رکھ دی۔ اور اس جملہ کے بے ثبوت کر دیا۔ کہ امام مالک بھی حیات مسیح کے قائل ہیں۔“ اس پر تمام جلسہ بے قابو ہو گیا۔ اور اپنی مہنسی کو ضبط نہ کر سکا۔ اگر صاحب صدر (حضرت الامام مولینا معین الدین صاحب اجیری) جلسہ پر قابو نہ پالیتے۔ تو یہی جلسہ فتح اسلام اور شکست مرزا سیت کے حق میں کافی تھا۔ مناظر اسلام مولینا محمد حسین صاحب کو تو تارڑی نے جماعت قادیان کے تیاسی استدلال کے بھی پرچھے اڑا دیئے۔ اور ثابت کر دیا۔ کہ کسی کی حیات وفات پر جو خداوندی مصلحتیں ہیں۔ ان کا احاطہ نہ ہم کر سکتے ہیں نہ ہمارے ذمہ یہ فرض عائد کیا گیا ہے۔ ہمارا فرض نہ تو قرآنی اور احادیث نبوی سے حیات مسیح کا اثبات ہے۔ اس فرض سے ہم سبکدوش ہو گئے۔ یہی اس کے متعلق خداوندی حکمتیں ان کو خدا نے یکتا ہی خوب چانتا ہے۔ ان سے ہم محدود العلم عاجز بن گیا کہ کیا بحث؟ کہ ما و تیتتم من العلم الا قلیل۔ تاہم شہرہ بلکہ معقول تر المعنی احادیث کے مطالعہ سے یہ حکمت بخوبی معلوم ہو گئی ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق رسالت کے لئے حضرت مسیح کو یہ دلیل پیش کی گئی ہے۔ کہ وہ اخیر زمانہ

میں نزول فرمائیں گے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ صرف تصدیق رسالت کرینگے بلکہ اپنے کو بحیثیت ایک امتی کے پیش کر کے علم اسلام بلند کرینگے۔ یہ فضیلت کبریا ہے جو بجز سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کسی نبی کے حصہ میں نہیں آئی۔ صرف اس ایک حکمت اور مصلحت کی بنا پر اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی عمر دواز کرو دیگئی۔ تو اس میں حیرت و تعجب کی کیا بات ہے؟ محض طول العمری اگر باعث فضیلت ہو سکتی ہے۔ تو اس اصول کی بنا پر صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت و برتری ثابت نہ ہوگی۔ بلکہ حضرت نوح علیہ السلام کی بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر فوقیت تسلیم کرنا ہوگی۔ کہ جن کا محض زمانہ تبلیغ برائے قرآن کریم کچھ کم ایک ہزار سال ہے۔ بلکہ بعض طویل العمر صحابہ (حضرت سلمان فارسی وغیرہ) تک (الغفرہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل و برتر قرار پائینگے۔ جن کی ولادت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت پیشتر ہوئی۔ اور وفات بھی بہت بعد کو واقع ہوئی۔ فرشتوں کے علاوہ عموماً جنات انسان کی نسبت نہایت طویل العمر ہوتے ہیں۔ فرشتوں کی آسمان پر سکونت اور ان کا عروج و نزول اسلام کی ان ضروریات و بدہیات کی فہرست میں داخل ہے جسکو اسلام کا ایک ایک بچہ جانتا ہے۔ تو کیا جماعت قادیان ان تمام کو محض اس وجہ سے کہ ان کی حیات دراز اور آسمان پر مقام ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے برتر و افضل تسلیم کرے گی۔ اگر ان تمام کا برتر و افضل ہونا تسلیم نہیں کرتی۔ تو مقام حیرت ہے۔ کہ اس پھر اور پوچھ دلیل اجرا خصوصیت کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیوں کرتی ہے؟ جن کی نسبت اہل اسلام میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے۔ کہ وہ ادا آباد زندہ رہینگے۔ اور کبھی وفات نہ پائینگے۔ بلکہ تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ بعد نزول اپنے فرائض انجام دینے کے بعد وہ وفات پا جائینگے۔ درازی عمر و دوسری چیز ہے۔ اور حیات سرمدی شے دیگر کہ حق تعالیٰ ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔ اہل اسلام کے نزدیک فضیلت و غرت کا مدار حق تعالیٰ کے ساتھ قرب و جوار سے وہ خود بلند افضل و نجات

ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام اہل اسلام اس حصہ زمین کو جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کو مس کئے ہوئے ہے۔ شش سے بھی افضل مانتے ہیں۔ فلک چہام کی کیا حقیقت ہے۔ اہل اسلام کے عقیدہ کے مطابق تمام آسمانوں پر اس لحاظ سے زمین کو فضیلت و برتری ہے کہ اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اظہر و خوں ہے۔ اور وہ حصہ زمین تو عرش سے بھی افضل ہے۔ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اظہر کو مس کئے ہوئے ہے۔ آسمانوں کا تو ذکر کیا۔ اہل اسلام بلکہ تمام عقلائے رزگار کیوں کی وجہ سے مکان کی شرافت کے قائل ہیں۔ البتہ جماعت قادیان اس کو تسلیم نہیں کرتی۔ وہ مکین کی شرافت کو مکان کی شرافت کے معیار سے جانچتی ہے۔ اس زبردست و روشن تقریر نے جماعت قادیان کے عظیم ترین مخالف کا (جس کے ذریعہ عموماً سادہ لوح و نادان لوگوں کو یہ حضرات دام فریب میں لے آتے ہیں) قلع و قمع کر دیا۔ اور حق سب پر واضح ہو گیا۔ جس کا انگریز ہوا کہ آخری اجلاس کے اختتام پر سات حضرات نے حضرت سجادہ نشین صاحب دہار سیال شریف کے دست حق پرست پر مسلک مزارائیت سے توبہ کر لی۔ الحمد للہ علی ذالک۔

قادیانیوں کا سفید جھوٹ

موضع جھوکا کے مناظرہ میں جس قدر شاندار ہزیمت کا سامنا قادیانی جماعت کو کرنا پڑا۔ اس کی بنا پر اگر ان میں غیرت ہوتی۔ تو قیامت تک ہنگامہ آرائی کی جرات نہ کرتے۔ مگر قادیانی گزٹ الفضل میں فتح کا اعلان پڑھ کر حیرت و استعجاب کی حد نہ رہی۔ کیا قادیانیوں میں کوئی بھی حیا دار و شریف انسان موجود نہیں۔ جو ایسی بھائی سے مدیر الفضل اور اس کے حواریوں کو روکے۔ کیا یہی صداقت ہے۔ یہی وہ اوصاف ہیں۔ جو مرزا صاحب سے بطور وراثت اس جماعت کو ملے ہیں۔ الفضل لکھتا ہے کہ ۵۲ آدمیوں نے دوران مناظرہ میں میزائیت قبول کی۔ ہم باوجود اہل اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہاتوا برہانکد ان کنقصا دقین۔ تمام دنیا کے میزائیتوں کو چیلنج ہے۔ کہ اپنے

اس سرکاری جریدہ کی صداقت کو ثابت کریں۔ ورنہ ایسی لغو باتوں سے باز آئیں غلط بیانیوں۔ اقرا پروانوں سے اپنے مذہب کی ترقی کی سعی کرنا نہایت غلط اقدام ہے اور اس کا نتیجہ ہرگز بہتر نہیں ہو سکتا۔ ضلع شاہ پور کے ہزار ہا اشخاص جو مناظرہ میں موجود تھے۔ تمہاری اس حرکت مذہبی۔ بے حیائی و دھمائی کا نظارہ کر کے تمہاری نسبت جو رائے قائم کر رہے ہیں۔ اس کا اندازہ اپنے دلوں میں کر لو۔ الحق یہی ہوا ولا یفل۔ اگر ہمت ہے۔ تو مجھ کا کے مناظرہ میں طے شدہ شرائط کے مطابق اب بھی تحریری مناظرہ کر لو۔ اسلامی مناظرہ کے پیش کردہ مطالبات کا جواب قادیانیوں سے قیامت تک بن نہیں سکتا۔ فی الحال قارئین کی آگاہی کے لئے مختصر اُردو مطالبات درج کئے جاتے ہیں۔ جن کا جواب آخر وقت تک قادیانی نہ دے سکے۔ مہربانی لغو ورق والفضل وغیرہ کو چیلنج دیا جاتا ہے۔ اگر اب بھی تمام جماعت مل کر اس کا جواب دے سکتی ہے۔ تو دے۔ ورنہ مفصل لاف و گزاف سے اجتناب کریں۔ دنیا پر اب قادیانی جماعت کا جہل و فریب اس قدر واضح ہو چکا ہے۔ کہ ان کے ہتھکنڈے اب کامیاب نہیں ہو سکتے۔

۷۸۶

شرائط مناظرہ مابین جماعت اسلامیہ جماعت احمدیہ مجھ کا ضلع شہر اپکو

۱۔ موضوع تین ہوں گے۔ اول حیات مسیح جس میں مدعی جماعت اسلام ہوگی۔ دوم ختم نبوت اس میں بھی مدعی جماعت اسلامیہ ہوگی۔ سوم صداقت میرزا صاحب اس میں مدعی جماعت احمدیہ ہوگی۔

۲۔ مدعی کی تقریر پہلی و آخری ہوگی۔

۳۔ ہر موضوع پر مناظرہ تین تین گھنٹہ و پانچ پانچ منٹ ہوگا۔ ہر دو فریق کی

پہلی تقریریں ۲۵ منٹ اور اس کے بعد ہر تقریر پندرہ پندرہ منٹ ہوگی۔

مناظرہ ۱۹ فروری صبح ۹ بجے سے ۱۱ بجکر ۵ منٹ تک و بعد نماز جمعہ ۲ بجے سے پانچ بجکر ۵ منٹ تک ہو گا۔

۱۔ اور ۲۰ فروری کو صبح ۱۰ بجے سے ایک بجکرہ منٹ تک آخری اجلاس ہوگا۔
۴۔ ہر فریق کا اپنا اپنا صدر مقرر ہوگا۔ صاحب صدر کا کہم شرائط کی پابندی کرانا ہوگا۔

۵۔ استدلال میں قرآن مجید و احادیث نبوی صحیحہ و جوال کتب احادیث نیز ائمہ مجتہدین احناف کے اقوال بھی جماعت اسلامیہ پر حجت ہوں گے۔ علاوہ ازیں مرزا صاحب کے اقوال جماعت احمدیہ پر حجت ہوں گے۔ اور دوسرے تمام بزرگوں کے بھی جماعت احمدیہ پر حجت ہوں گے۔ قرآن مجید کی تفہیم و احادیث کے لئے لغت عرب کا لحاظ بھی رکھا جائیگا۔

۶۔ ہر مناظر پر لازم ہوگا۔ کہ وہ ہندیہ و شرافت سے گفتگو کرے۔ کسی کے بزرگ کے خلاف دلائل و کلمات استعمال کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

۷۔ اگر کوئی فریق دوسرے فریق کی تقریر سننے بغیر وقت کے اندر چلا جائیگا۔ تو اس کی شکست سمجھی جائے گی۔

۸۔ دوران مناظرہ میں بغیر صدر کی اجازت کسی شخص کو مناظر کے سوا بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔

ی س خط منظور احمد صدر جماعت احمدیہ
د س خط ظہور احمد بگوی کان انڈین نجات جماعت اسلامیہ

۱۸/۴

۱۸/۴

شرائط مناظرہ کی خلاف ورزی

قلوبانیوں نے سخت بحث و تمجیس کے بعد ان شرائط پر مناظرہ کرنا منظور کیا تھا۔ مگر دوران مناظرہ میں ان شرائط کی قطعاً پرواہ نہ کی۔ جب کبھی انہیں شرائط کی پابندی کے لئے کہا گیا۔ انہیں نے یہی کہا۔ کہ ہمارے وقت میں نہ بولو۔ جلد حاضرین ان کے اس رویہ سے سخت پریشان تھے۔

پہلی غلطی کے مطابق صرف تین موضوع مناظرہ کے لئے مقرر تھے مگر میرزائی مناظرہ نے ۲۴ فروری کو صداقت میرزا ثابت کرنے کے بجائے مذہب حنفیہ کو ہل کرنے کی ناکام سعی کی۔ اس طرح غلط بحث کے مرتکب ہو کر اپنی عاجزی کا اقرار کیا۔ مذہب حنفیہ پر غیر تقلیدین و رد افض کے اعتراضات کی قے چاٹ کر مرزائی مناظرہ نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ ان کے پاس کوئی دلیل صداقت مرزا کی موجود نہیں۔ مسئلہ نفاذ قضا ظاہر و باطناً مسئلہ قرطاس پیش کر کے شیعہ حاضرین کو اپنے ساتھ ملانا چاہا۔ خاکسار میرزے کھڑے ہو کر تمام حاضرین کو اس خلاف ورزی کی طرف توجہ دلائی۔ اور کہا کہ مرزائی اگر صداقت مرزا ثابت نہیں کر سکتے۔ تو صداقت مذہب حنفیہ پر بھی مناظرہ ہو سکتا ہے۔ دونوں میں سے جس موضوع پر میرزائی آج مناظرہ کرنا چاہتے ہیں کر لیں۔ ورنہ غلط بحث سے عوام کو پریشان نہ کریں۔

پانچویں شرط کی پابندی میرزائیوں کا ناطقہ بند کر دیتی تھی۔ میرزائی ہمیشہ اقوال بزرگان کا لفظ شرائط نامہ میں لکھو اگر کر دیا، اشتخاص کے اقوال کا مسلمانوں کو پابند بنا کر بحث کا دائرہ وسیع کر دیتے ہیں۔ اور عوام الناس کو مغالطہ دینے کا موقعہ تلاش کر لیتے ہیں۔ افسوس ہے۔ کہ مجھو کا کے مناظرہ میں بھی میرزائی اپنی تسلیم کردہ شرط کے پابند نہ رہ سکے۔ اور تاریخ طبری۔ فتح البیان۔ احوال الآخرة۔ تخیر الناس۔ حج الکرامہ۔ قصیدہ غوثیہ۔ تذکرۃ الاولیاء۔ فتوحات مکیہ۔ البیہات۔ البحار وغیرہ کتب میں تمام جملے پھر مغالطہ دینے کی کوشش کی۔ ان میں اگر غیرت ہوتی۔ تو فان تنازعتم فی شئی فردوا الی اللہ واللہ رسول کے فرمان خداوندی کے مطابق قرآن و حدیث سے ہی دلائل پیش کرتے۔ مگر ان کے نزدیک احوال الآخرة و قصیدہ غوثیہ وغیرہ بھی قرآن کا درجہ رکھتا ہوگا عقلی و حکو سلف اور جذبات سے سبیل کے بغیر اور کوئی انہیں رستہ نہیں ملتا۔ میرزائیوں کو کہا گیا تھا۔ کہ آپ اگر اقوال بزرگان کو محبت تسلیم کرتے ہیں۔ تو حضرت پیرسید مہر علی شاہ صاحب گوڑ دی کی کتاب سیف ہشتیانی۔ حضرت خواجہ ضیاء الملت والین رحمۃ اللہ علیہ سیالوی کی کتاب۔

معیار السج تمہارے لئے کافی ہے۔ حدیث بزرگان دین کے کلام سے اپنا مسئلہ ثابت کرنے کی ناکام سعی سے بحث کو طوالت نہ دو۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بکتوبات میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ اقوال صوفیائے کرام شرعی حجت نہیں ہو سکتے۔ میرزائیوں کے اصرار پر اقوال ائمہ مجتہدین احناف بھی بشرط میں تسلیم کئے گئے تھے۔ مگر کسی خفی امام مجتہد کا قول اپنی تائید میں پیش نہ کر سکے۔ اور قیامت تک پیش نہ کر سکیں گے۔

ساتویں شرط کا ناجائز فائدہ جماعت میرزائیہ نے حاصل کرنا چاہا۔ فریق سے مراد صرف مناظرین و قاضین کے علماء ہی لئے جاسکتے ہیں۔ مگر میرزائیوں نے عام سامعین کو بھی فریق ثانی قرار دیا۔ عوام میرزائی مناظر کی تردیدہ تقریر سننے سے تنگ آ جاتے تھے۔ اور اکثر اشخاص جلسہ گاہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ خصوصاً دور جانے والے اشخاص وافروری کے دوسرے اجلاس میں اپنے گھروں کو روانہ ہونے کے لئے بے تاب تھے۔ مگر میرزائی جماعت کے صدر نے اعلان کیا۔ کہ ساتویں شرط کے بموجب جس فریق کے حاضرین میں سے کچھ لوگ بھی چلے جائینگے۔ اس کی شکست سمجھی جائے گی۔ حضرت علامہ اجمیری مدظلہ العالی نے کھڑے ہو کر میرزائی صدر کے اس بیان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ عوام الناس ثالث کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اب ثالث پر حق واضح ہو چکا ہے۔ وہ آپ کے خلاف فیصلہ دے چکے ہیں۔ اور آپ کی تقریر سننے سے بیزار ہیں۔ اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ اس کے بعد حضرت علامہ اجمیری نے زوردار الفاظ میں لوگوں کو آخر تک پُر امن طریقہ سے بیٹھ رہنے کی ہدایت کی۔ تاکہ میرزائیوں کو غرار کا کوئی بہانہ نہ مل سکے۔

نبات مسجید اسلامی مناظر کے دلائل کا خلاصہ

۱۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔ وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ اس میں بل اضراب ابطال کے لئے ہے۔ ماقبل

و ابعد میں ضدیت لازمی ہے۔ رفیع ایسا ہوا جو قتل کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا اس سے رفیع جسمانی یقیناً ثابت ہے۔

۲۔ عیسائیوں اور یہودیوں میں اختلاف تھا۔ عیسائی رفیع جسمانی کے قائل تھے یہود اس کے منکر تھے۔ قرآن کریم نے بحیثیت حکم رفعہ اللہ الیہ فرما کر رفیع جسمانی کی تقدیق فرمادی۔ اور یہود کے خیال کی تردید فرمادی۔

۳۔ واقعہ رفیع اسی وقت پیش آیا۔ جبکہ ہنگامہ صلیب برپا تھا۔ ایسی آیت سے یہ ثابت ہے۔

۴۔ میرزائی مناظر نے فلما توفیتی والی آیت پیش کی تھی۔ اسلامی مناظر نے فرمایا۔ فلما توفیتی میں تادم ترتیب کا فائدہ دیتی ہے جس سے ثابت ہوا۔ کہ حضرت عیسیٰ کا کشمیر جانا باطل ہے۔ یا واقعہ صلیبی تک حواریوں میں رہے۔ اور معاً توفی ہوئے۔ اور صلیب پر توفی سے کفارہ ثابت ہوتا ہے جس کی تردید قرآن نے زور سے کی ہے۔ اور صلیب پر توفی سے قول یہود انا قتلنا المسیح صحیح ثابت ہوتا ہے۔ اور قبر کشمیر کا قصہ بھی باطل ہو جاتا ہے۔

ان چار دلائل کے جواب میں آخر تک میرزائی مناظر کوئی غیر شرافی جواب بھی نہ دے سکا۔ بلکہ فہت الذی کفر کا نقش طافزین نے دیکھ لیا۔

۵۔ میرزا صاحب نے۔ الرحمن علم القرآن کا الہام پاکر خداوند کریم سے تمام قرآن کے معانی سیکھ کر اور عالم کشف میں حضرت علیؑ سے کتاب تفسیر پڑھ کر براہین احمدیہ کی تالیف کا کام شروع کیا۔ مگر انہیں ان تیس آیات کے معانی معلوم نہ ہو سکے۔ بلکہ انہوں نے عقیدہ حیات مسیح کا مستعد جگہ اپنی کتاب میں اقرار کیا۔ اگر یہ الہام سچا ہے تو میرزا یوں کو تسلیم کرنا چرکا۔ کہ قرآن مجید کے رو سے حیات مسیح ثابت ہے۔ ورنہ بصورت دیگر اپنے گرو کو مغتری قرار دیں۔

اس کے جواب میں میرزائی مناظر نے کہا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حکم تخیل قبلہ سے پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح میرزا صاحب

مسلمانوں کے عام عقیدہ کے مطابق حیات مسیح کے پابند رہے۔

اسلامی مناظر (مولینا محمد حسین صاحب نے فرمایا۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ جس طرح حکم تحویل قبلہ سے پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا درست تھا۔ اسی طرح میرزا صاحب کے اہام سے پہلے بھی عقیدہ حیات مسیح صحیح تھا۔ گویا اس وقت تک مسیح علیہ السلام زندہ تھے۔ اگر میرزا بیوں نے اس کے بعد انہیں شہید کیا ہو تو بتائیں۔ نیز میرزا تو کہتا ہے۔ کہ خدا نے مجھے تمام علوم قرآن عطا کئے۔ خدا کی شاگردی کی۔ حضرت علی کے کتاب الہی کی تفہیم حاصل کی۔ کیا وجہ کہ قرآن مجید سے وفات مسیح کا عقیدہ اسے معلوم نہ ہو سکا معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں کوئی آیت ایسی نہیں جس سے وفات مسیح پر استدلال ہو سکے۔ صرف خود مسیح موعود بننے کی غرض سے بعد میں مغالطہ دہی سے میرزا صاحب نے کام لیا۔

۶۔ میرزا صاحب اپنی کتاب تبلیغ میں اقرار کرتے ہیں۔ کہ میرزا سو سال امت محمدیہ کی عقلوں پر خداوند کریم نے پردہ ڈال دیا۔ اور انہیں وفات مسیح علیہ السلام کے عقیدہ سے باز رکھا۔ نیز ازالہ میں لکھتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ابن مریم کی حقیقت منکشف نہ ہوئی ہو۔ تو تعجب نہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ امت محمدیہ کا اجماع مسیح علیہ السلام کی حیات پر ہر زمانہ میں رہا ہے۔ بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حیات مسیح علیہ السلام کے قائل تھے۔ میرزا فی عقیدہ کے رو سے حیات مسیح کا عقیدہ مشرکانہ ہے۔ معاذ اللہ ان کے فتوے کے مطابق تمام امت محمدیہ بعد اپنے سردار علیہ الف تحیۃ و سلام گمراہ ہیں۔ بلکہ خدا نے خود ان کو گمراہ رکھا۔ کوئی عقل مند اس بات کو پسند نہیں کر سکتا۔ ہم مسلمان تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار کرینگے۔ اور جو حضور اقدس صلعم کا اور سلف صالحین کا عقیدہ تھا۔ اسی پر قائم رہیں گے۔ یہیں میرزا صاحب کی پیروی ہارک ہو۔

اس دلیل کا جواب میرزائی مناظر سے نہ ہو سکا۔ تاریخ طبری وغیرہ کے حوالہ سے

امام مالک کا مذہب وفات مسیح ثابت کرنے کی ناکام سعی کی۔ شرائط کی خلاف ورزی کے علاوہ اپنے نبی کے قول کو جھٹلانا چاہا۔ ان کا نبی تو کہتا ہے۔ کہ عقیدہ حیات مسیح پر تمام امت قائم رہی۔ مگر میرزا فی منظر نے اپنے نبی کے اس قول کو تاریخ طبری وغیرہ کے حوالوں سے جھٹلانا چاہا۔ اس وقت میرزائیوں کی بے کسی و بے بسی قابل دید تھی۔ رنگِ نقی تھے۔ چہروں پر اضطراب نمایاں تھا۔ زبان میں لکنت تھی۔ مگر جو الفاظ نکل سکے۔ زبان سے نکالنا گیا۔ اسے یہ بھی پتہ نہ چلتا تھا۔ کہ کیا کہہ رہا ہوں۔ بار بار یہی کہتا تھا۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا خلاف قانونِ قدرت ہے وغیرہ وغیرہ۔ لوگ حیران تھے۔ کہ سوال گندم جواب چیتا۔ درد کہیں اور درد اکہیں۔

ختم نبوت پر اسلامی مناظر کے لائل کا حصہ

اسلامی مناظر (مولوی محمد سعید صاحب) نے آتہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا كُنْتُ رَسُولَ اللَّهِ وَلَا خَاخِمَ النَّبِيِّينَ کی تلاوت کر کے خاتم النبیین سے مراد آخر النبیین بدل لائل واضح ثابت کیا۔

اس مرزا صاحب نے انزالہ ادہام ص ۱۳۷ پر اس کے معنی ختم کرنے والا ہے نبیوں کا کہتے ہیں۔ اور آگے لکھا ہے۔ کہ یہ آیت صاف دلالت کرتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔

۲۔ مرزا صاحب کتاب جملۃ البشر ص ۷ پر لکھتے ہیں۔ خداے رحیم و کریم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر استثنا کے خاتم النبیین قرار دیا ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تفسیر آیت مذکور فرمایا ہے۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

۳۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا۔ کہ تو مجھ سے منبر لا ہارمن کے ہے۔ مگر تحقیق میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ نبوت شرعی یا غیر شرعی کی اثر لیکر اجراء نبوت کا دعویٰ کرنا بالکل غلط ہے

حضرت ہارون بنی شریعت نہ لائے تھے۔ گویا اس حدیث نے ہر قسم کی نبوت کے خاتمہ کا اعلان کر دیا۔

۴۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انا آخر الانبیاء و انتم آخر الامم (کنز العمال) غرض اسلامی مناظر نے قرآن و حدیث سے بعد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کسی نئے نبی کا پیدا ہونا ناممکن ثابت کیا۔

میزرائی مناظر نے بواقیت و ابوابہر۔ فتوحات مکیہ۔ حج الکرامہ تخیذ لکاس وغیرہ سے حوالے پیش کر کے عوام کو مغالطہ دینا چاہا۔ مگر اسے شرائط کی طرف توجہ دلائی گئی۔ اور سختی کے ساتھ شرائط کی پابندی پر آمادہ کیا گیا۔ اب اس نے خاقانی و انوری کے فارسی اشعار اپنی دلیل پیش کرنے چاہے۔ اس پر بھی اسے شرائط کی طرف توجہ دلا نا پڑی۔ اب اس کا تمام ذخیرہ معلومات ختم ہو چکا تھا۔ اور اناپشتناپ کہنے کے بغیر کوئی راہ مفراسے نظر نہ آتا تھا۔ اس کی مغلانہ حرکات یودے دلائل و مضحکہ انگیز طریق استدلال سے جملہ حاضرین سخت بیزار ہو رہے تھے بار بار یہی کہتا تھا۔ کہ غضب ہو گیا۔ بچھو۔ سانپ اور دزدے تو آتے رہیں۔ مگر نبی کوئی نہ آئے۔ جوش میں آ کر یہ بھی کہہ دیا۔ کہ کنز العمال حدیث کی کتاب ہی نہیں۔ اس پر میرزا صاحب کے الفاظ پڑ کر سنائے گئے۔ جس میں انہوں نے کنز العمال کو حدیث کی جامع کتاب تسلیم کیا ہے۔

اسلامی مناظر نے اپنی آخری تقریر میں سیکون فی متی ثلثون کذابون کا لہجہ نعم انہ نبی یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ میری امت میں ایسے تیس بھوٹے ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبوت کا دعوئے کریگا۔ بیان کر رہے تھے۔ اس پر میزرائی مناظر (عبدواحد) اور اس کا رفیق علی محمد نے اعتراض کیا۔ کہ تیس کا لفظ قابل غور ہے۔ تیس اچکے ہیں۔ صرف تیس ہی بھوٹے ہوں گے سب مدعیان نبوت کو جھوٹا نہیں کہا گیا۔ اسلامی مناظر نے فرمایا۔

اسلامی مناظر۔ تیس سے صرف تھم مقصود نہیں۔ ایک اور حدیث میں ستر کا عدد بھی

موجود ہے۔ اس سے مراد کثرت ہے۔

علیٰ محمد میزائی:۔ اگر آپ ایسی حدیث دکھا دیں۔ جس میں ستر درجوں کا ذکر ہو۔ تو ہم تسلیم کر لیں گے۔ مگر آپ ہرگز دکھانہ سکیں گے؟

اسلامی مناظر:۔ اگر میں نہ دکھا سکوں۔ تو میری زبان کاٹ دینا۔

اس کے بعد دو تین منٹ کنٹرا لعمال کی ورق گردانی میں صرف ہوئے۔

میزائیوں کے چہروں پر تبسم رہنا تھا۔ انہوں نے اپنے خیال میں تیر نشانہ پر پھینکا تھا۔ مگر جلدی انہیں روسیہ ہی کا سامنا کرنا پڑا۔ مولانا محمد سعید

صاحب اسلامی مناظر نے کھڑے ہو کر کنٹرا لعمال جلد ۶ سے حدیث پڑھ کر سنائی۔ جس میں ستر بلکہ ستر سے بھی کچھ زیادہ (نیف و سبعون) درجوں کے

آسنے کی خبر دی گئی تھی۔ اس پر کمال بے حیائی سے میزائی مناظر نے کہہ دیا۔ کہ

ستر والی حدیث تو آپ نہ دکھا سکے۔ اسپر تمام مجمع بے قابو ہو گیا۔ تھقوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور عوام کے غلغلہ انداز نعرہ ہائے تکبیر کے درمیان میزائی

بہت حسرت و یاس میدان سے رخصت ہوئے۔

نکلنا حلد سے آدم کا سنتے آئے لیکن

بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچہ سپہم نکلے

آخری اجلاس یعنی مورخہ ۲۴ فروری ۱۳۲۲ء کی دلچسپ کارروائی انشا

اللہ رسالہ آئندہ میں درج ہوگی۔

معمول کا حل

ماہ جنوری نمبر میں دو۔ اور ماہ فروری و مارچ کے رسالہ میں دو مزید مجھے درج کئے

گئے تھے۔ جو صاحب انہیں حل کریں گے۔ ان کے اسماء گرامی آئندہ رسالہ میں درج

(عبدی کا تب)

ہوں گے۔ قارئین جلدی توجہ کریں۔

میرزا کا دعویٰ نبوت

مولوی نور دین کی وفات کے بعد مسئلہ خلافت پر میرزائی گروہ میں اختلاف رائے پیدا ہوا۔ خواجہ کمال الدین، مولوی محمد علی وغیرہ نے قادیانی جماعت کے منتخب کردہ خلیفہ مہمان محمود سے بغاوت کر کے لاہور میں اپنا علیحدہ مرکز قائم کر لیا۔ کچھ دنوں کے بعد میرزا صاحب کی نبوت پر دونوں گروہوں کے عقائد میں اختلاف رونما ہوا۔ میرزا صاحب کے متفلسفہ اقوال ان کی امت میں تفریق کا باعث بن گئے۔ لاہوری یا اندلسی گروہ میرزا صاحب کو حقیقی نبی تسلیم نہیں کرتا۔ بلکہ ظلی بروزی و عکسی نبی قرار دیتا ہے۔ مگر قادیانی میرزا صاحب کو حقیقی و اصلی نبی قرار دیتے ہوئے ان کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں۔ دراصل دونوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ صرف الفاظ کی آڑ لیکر باہم دست و گریبان ہیں۔ مگر سادہ لوح مسلمان لاہوری میرزائیوں کے چکھے میں خوراً آجاتے ہیں۔ لاہوری میرزائی دنیا کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ میرزا نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور اس نے اپنے منکر کو کافر نہیں کہا۔ لاہوریوں کا یہ دجل و فریب بہت مؤثر ثابت ہو رہا ہے۔ اس لئے میرزا کا دعویٰ نبوت مسلمانوں کے کتب درج ذیل ہے۔ تاکہ سادہ عوام میرزائیوں کی پیروی نہ کر و فریب باقوں سے بچ سکیں۔

۱۔ میرزا کہتا ہے۔ مجھے الہام ہوا۔ انک لمن المرسلین۔ تو رسولوں میں سے ہے۔

حقیقۃً ص ۱۰۷

۲۔ الہام ہوا۔ "انا ارسلنا الیکم رسولاً شامداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے۔ جیسا کہ فرعون کی طرف بھیجا تھا۔ حقیقۃً ص ۱۰۷

۳۔ "انا ارسلنا احمد الی قریۃ فاعرضوا و قالوا کذ اب الشمر" ہم نے احمد میرزا کو بستی والوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے تو انہوں نے کہہ دیا بڑا جھوٹا ہے (البعین نمبر ۳ ص ۱۰۷)

۴۔ "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیانی میں اپنا رسول بھیجا" (رافع البلاء ص ۱)

- ۵۔ "کاویاں خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے۔" (دافع البلاء ص ۵)
- ۶۔ "جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو نہیں مانتا۔" (حقیقۃ الوحی ص ۵)
- ۷۔ "میں مسیح موعود ہوں۔ اور وہی ہوں جس کا نام سوار انبیائے نبی رکھا ہے۔" (نزول مسیح ص ۵)
- ۸۔ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں" (اخبہ برہ مارچ ۱۹۵۵ء ص ۶)
- ۹۔ "قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً" (اشتہار معیار الاخیار ۱۹ جون ۱۹۵۵ء ص ۶)
- ۱۰۔ "پھر جبکہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص ۵)

حیات طیبہ حضرت خواجہ محمد ضیاء الحق والدین سیالوی رحمۃ اللہ العالی

(رفزہ مولوی محمد حیات (دم سن) جالی ضلع شامپو)

قبل اس کے کہ آپ کی ذات قدسی صفات کے حالات قلمبند کئے جائیں۔ کو علی سبیل الاختصار آپ کے دادا بزرگوار کے حالات قدسید ناظرین کے پیش کئے جائیں تاکہ آپ کی نجابت خاندانی اور مصداق الولد علی لابیہ کے آپ کا اپنے آباکرام کے سے اخلاق جلیلہ و مناقب نبیلہ کا صحیح معنوں میں جائز وارث ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ رہے۔

بیان سعادت اقرآن حضرت شمس الحق والدین قبیلہ سیالوی قدس اللہ سرہ حضور کی ولادت باسعادت ۱۲۱۴ھ کے درمیان موضع سیال شریف واقع ضلع شاہ پور میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام مبارک میاں محمد یار تھا آپ کا شجرہ نسب ہندال بن سال جس کی اولاد سیال کے نام سے مشہور ہوئی۔ تک جانپنچا ہے بن سانہ۔ چونکہ یہ بارگاہ سردار تھا۔ اس لئے وہ یار کا علاقہ ان کے نام سے سانہ بارگاہ مشہور

ہو گئی۔ آپ کا حلیہ لہر۔ قامت ماست، بلند سر، تارک نشستہ، چہرہ بہت چوڑا، پر خمار
منہ اور طبع، مصفا پیشانی، ابرو مقوس ہر دو پیوستہ، چشما کحل، مینی مصفا اور بلند
دانت سفید اور شفاف، ریش مہلک لمبی، اور متوسط بھاری سفید رنگ، گردن
نازک، اور دھار سینہ فراخ، کف دست پر خم، انگشت نرم، پاؤں کی لمبائی پندرہ انچ
رنگ چہرہ اندر عجیب سرخ سفیدی مائل، زمانہ تولد میں سکھوں کی ابتدائی سلطنت
تھی۔ آپ اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے اور ان کے خانہ تارک کے یکتا گہر شہب چراغ
تھے۔ آپ کی تعلیم ساڑھے چار سال میں شروع ہوئی۔ ساتویں سال آپ ختم قرآن کی
نعمت سے سرفراز ہو چکے۔ مزید تعلیم کے حاصل کرنے کے لئے آپ اپنے ماموں
سیاں احمد دین کے ہمراہ موضع میکی ڈھوک علاقہ پنڈی گھیب میں وارد ہوئے۔ وہاں
نام حق اور کریم پڑھا۔ اور تیراں سال تک مکھڑ میں قیام کیا۔ اور دولت علم سے سرفراز
ہوئے۔ حدیث کی تکمیل کابل میں کی۔ مولوی علی محمد صاحب ساکن مکھڑ جن سے آپ
کا تعلق شاگردانہ تھا۔ کے ہمراہ تونسہ شریف برائے زیارت حضرت خواجہ محمد سلیمان
صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ روانہ ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔
اور تعلیم میں آپ نحو عربی پڑھا کرتے تھے۔ حضرت قبلہ عالم تونسوی کے دست حق
پورے سپر رحمت سے سرفراز ہوئے۔ اور کچھ عرصہ وہاں قیام فرمایا۔ پھر اپنے استاد
کے ہمراہ واپس شریف لائے۔ زمانہ لطفولیت میں ہی آپ کے ناصیہ اہل کسے فیضی
ازل کا جلوہ آشکار ہوتا تھا۔ اور مردان خدا آپ کے آنے والے زبان سعادت اقران
کے منتظر تھے۔ آپ کے استاد نیر گوار مولانا علی محمد صاحب مکھڑی نے بوجہ نہ ہونے
اپنی اولاد نرینہ کے آپ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ اور قیام کے لئے مکھڑ میں مکان عطا
فرمایا۔ اس سے آپ کے والدین کو ناگوار گذرا۔ قبلہ عالم تونسوی کی خدمت بابرکت
میں حاضر ہو کر درخواست کی۔ اور اپنے قبلہ کی سفارش لیکر آپ کو مکھڑ سے اجازت
دلا کر اپنے مکان سیال شریف لائے۔ وہاں آپ کی شادی خانہ آبادی کا انتظام اپنے
چچا احمدیار کے ۶۰ انعام کو پہنچا۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۴ سال کی تھی۔ اور دیش مبارک

کچھ سنبھل چکی تھی۔ آپ زیادہ اوقات عبادت الہی میں مصروف رہتے تھے۔ بعد فراغت اوداو و وظائف طالب علموں کو دینیات کا درس دیتے تھے۔ توشہ شریف اپنے قبلہ عالم کی خدمت میں ہر سال پایادہ تشریف لے جاتے۔ اندکم از کم چالیس دن وہاں قیام فرماتے۔ آخر عمر میں بسبب ضعف کے سواری کو اختیار فرماتے۔ آپ نے مجاہدہ اور ریاضت میں بڑی جوانمردی میں رضائے حق کی اطاعت کی۔ اور فقر و فاقہ میں ایسے سست رہے۔ کہ کسی دنیاوار کے سامنے دست سوال دراز نہ فرمایا۔ آپ کے پیرومرشد قبلہ حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب تونسوی قدس اللہ سرہ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر ۳۶ سال کے قریب تھی۔

شمسِ دوراں چوں زورِ گاہِ سلیمان باریا فتنہ از فلکِ ندا آمد کاین خاص محبوبِ خداست
پہلے آپ کے والدین شرف بیعت سے باریاب ہوئے۔ پھر جوق جوق مردانِ خدا آپ کے حلقہ ارادت میں منسلک ہونے لگے۔ جو لوگ محبت اور شوق سے آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتے۔ دامن مقصود سے سرفراز ہوتے۔

اخلاق و عادات کا یہ عالم تھا۔ کہ آپ کے سب اخلاق اور اوصاف معدن نبوت کے گوہرِ آبدار تھے۔ آپ سب امور میں شرعی امورات اور دینی معاملات کے پابند رہتے۔ "راضی برضا" پر پورے عامل تھے۔ خویشیوں اور درویشیوں کے حالات پر توجہ ہمیشہ مبذول رہتی۔ مسافروں کو کھانا کپڑا دیتے۔ ان کی دجوئی فرماتے۔ آپ کی ذات بابرکات سے صد ہا کرامات و خوارق عادات رونما ہوئیں۔ مگر آپ زیادہ تر انہما فرماتے۔ ہر محتاج اور سکین کی خبر گیری آپ کا عام شغل تھا۔ منکرین آپ کی ذات قدسی صفات کو دیکھتے ہی بلا گفتار جان نثار ہوا کرتے۔ گو آپ سماع کے قائل تھے۔ لیکن ساز اور مزامیر نہ سنتے تھے۔ جب سب ہمان اور مسافر لنگر سے کھانا کھا جاتے۔ تب آپ تھوڑا سا ماحضر تناول فرماتے۔ ہمیشہ پیاس کی تکلیف کو خستیدار برداشت کرتے تھے کبھی سیر ہو کر پانی پیتے۔ باوجود ضعف عمری کے ہر وقت مصلا

پر دو زانو بیٹھ رہتے تھے۔ صرف قبلہ کے وقت چار پائی پر دراز ہوتے۔ اکثر مسجد میں باجماعت نماز پڑھتے تھے۔ مگر فرش کے اوپر کوئی علیحدہ مصلّا اپنے لئے نہیں بچھاتے تھے مجالس عرس میں مصلّا پر دو زانو بیٹھ رہتے۔ اپنے لئے کوئی تکبیر وغیرہ پاس نہیں رکھتے تھے۔ فکر کے ملازمین کی خطاؤں کو معاف فرما دیتے۔ جب وظائف سے فارغ ہوتے۔ تو سائلین و رباب حاجت کی حاجت روائی میں مشغول ہوتے۔ علمائے نامدار و سادات کبار کی تعظیم فرماتے۔ طلباء اور دویشوں کی زیادہ محبت رکھتے تھے۔ بیوگان اور یتیموں پر بہت شفقت فرماتے۔ بزرگوں کی اولاد کی تعظیم فرمایا کرتے آپ کے اوراد و وظائف کو پدا بیان کرنا محال ہے۔ آپ کا زیادہ وقت مجاہدہ قلبی اور مراقبہ باطنی میں صرف ہوتا تھا۔ وظائف ظاہری بھی اپنے اوقات معینہ ادا فرماتے۔ آدھی رات اٹھ کر بارہ رکعت نماز تہجد پڑھتے۔ ایک بار اسرار حسنی اور پانچ صد دفعہ استغفار ورد فرماتے۔ اور مراقبہ میں مشغول ہو جاتے۔ نماز صبح کے بعد سبغات عشر اور اسبوع شریف۔ دعائے کبیر۔ درود مستغاث۔ درود کبریٰ تمام سلسلہ چشتیہ۔ منزل دلائل الخیرات۔ تلاوت قرآن مجید سے فراغت حاصل کر کے کہاں رکعت نوافل اشراق ادا کرتے تھے۔ بعد اتمام وظائف زائرین اور ارادتمندوں کو جو اس وقت حاضر ہوتے تھے۔ حال پرسی فرماتے۔ بیعت ہونے والوں کو درود وظائف کی ترتیب تلقین فرماتے۔ دوپہر کے وقت حاضر تناول فرماتے۔ اور چار پائی پر دراز ہوتے۔ تصوف کی کوئی کتاب مطالعہ کے لئے پیش نظر فرماتے۔ پھر ظہر کے وقت اول نماز کے بعد دویشوں کے حلقہ میں بیٹھ کر خواجگان کا ختم پڑھتے تھے۔ بعد مسجات عشرہ پڑھ کر ذکر قلبی کا شغل رکھتے تھے۔ اور مغرب کے بعد چھ رکعت نماز نفل ادا میں دو رکعت حفظ الایمان اتمام کرتے تھے۔ پھر تین سو مرتبہ نفی۔ اشہات اور اسم ذات کا بھر کر کے مراقبہ کر کے عشا کے وقت کچھ تناول فرما کر اور نماز سے فارغ ہو کر ایک ہزار درود شریف اور ایک بار سورہ ملک اور سورہ یسین پڑھتے تھے۔ پھر باطنی شغل میں اشغال رکھتے تھے الغرض ان ذات بابر کات دن اور رات بہر اوقات خدا کی یاد میں مستغرق رہتے تھے

اور کشتی یا طغی شغل سے فارغ نہ ہوتے۔

آپ کے خلفائے کرام تو بہت ہیں۔ لیکن پینتیس^{۳۵} حضرات کے نام جو زیادہ معروف ہیں۔ درج ذیل ہیں :-

- (۱) حضرت تمشک العارفین صاحبزادہ خواجہ محمد الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف
- (۲) صاحبزادہ حضرت فضل الدین صاحب (۳) صاحبزادہ شعل الدین صاحب -
- (۴) حضرت عظمت پناہ غلام حیدر شاہ صاحب جلاپور شریف (۵) فضائل سنگا
- پیر مہر علی شاہ صاحب گوڑوی (۶) مولینا مولوی فضل الدین صاحب
- چاچڑہ (۷) زبدۃ السالکین مولینا مولوی منظم الدین صاحب ساکن مولہ رالہ
- (۸) مولینا مولوی محمد امین صاحب چکڑوی ضلع گجرات (۹) مولینا مولوی
- عبد الجلیل صاحب شیخ فلیل (۱۰) مولوی حفیظ ماہی صاحب (۱۱) سید محمد
- شاہ صاحب غرنوی (۱۲) سید اکرام شاہ صاحب سہرہ کے (۱۳) سید نو بہار
- شاہ صاحب ساکن سنجر (۱۴) سید حسن شاہ صاحب سنجر (۱۵) سید صالح شاہ
- صاحب سلطان پور (۱۶) میاں پیر بخش صاحب قریشی خواجہ (۱۷) سید
- حبذوڈا شاہ صاحب عینی خیل (۱۸) میاں علی حیدر صاحب میانوالی (۱۹)
- مولوی سلطان محمود صاحب ناٹے والہ (۲۰) مولوی احمد دین صاحب صوفی کلور
- لالا خوشنود صاحب یوسف زئی (۲۱) سید حیات شاہ صاحب نارگ والا -
- (۲۲) مولوی غلام محمد صاحب لالہتی (۲۳) سید رستم علی شاہ صاحب ساکن
- پونچھ کشمیر (۲۴) محمد سعید شاہ صاحب بھرت (۲۵) سید مبارک شاہ جہان آبادی
- (۲۶) سید گلاب شاہ اورنگ آبادی (۲۷) سید غلام شاہ صاحب ہرن پور -
- (۲۸) سید اللہ بخش شاہ ساکن حاجی پور (۲۹) سید خدابخش ساکن سنجر -
- (۳۰) مولوی علی محمد صاحب کوٹ کالا - (۳۱) مولوی فتح محمد صاحب ساکن
- سالیانہ (۳۲) حافظ صاحب سسوکے والا (۳۳) سید نعیم شاہ صاحب کن جہانپ
- (۳۴) میاں محمد طیب صاحب ساکن بیل پٹری

ذکرِ نفات

آپ کی اولاد میں سے تین فرزند اچھند تھے۔ اول قدوة السالکین حضرت خواجہ محمد امین صاحب سجادہ نشین دوسرے صاحبزادہ فضل الدین صاحب تیسرا صاحبزادہ شجاع الدین صاحب۔ آپ کا ذکر ارجحال نہایت عجیب و غریب ہے۔ اپنے صاحبزادہ کلان کو اپنے یوم ارجحال سے ۳۹ دن پیشتر یعنی ۱۵ محرم الحرام ۱۳۳۲ء مقام حلوٰت میں بلا کر فرمایا کہ گردش دوران کی حالت یکسان نہیں۔ جدا جدا صاحب کے ملاک و ما و منال سب یکسر فنا ہو گئے۔ والد ماجد صاحب بھی مرفح الحال تھے۔ میرا زمانہ آیا۔ تو سب مال و اسباب یکدم برباد ہو گیا۔ مفلسی اور سکینی کا دور دورہ رہا۔ کبھی کھانا میسر نہ آتا تھا۔ کبھی فاقہ سستی میں گزرتی تھی۔ جب ایزد منان نے احسان فرمایا۔ تو گو سب سامان راحت موجود ہے۔ مگر میری محبت و الفت ان سب سے مفقود ہے۔ مجھے دو باتوں کا اشتیاق دیا گیا ہے۔ ایک مرشد کا۔ دوسرے طالبان خدا کا۔ میرا مدعائے خاص یہ ہے کہ جو نقودات لشکر کے اخراجات سے بچ کر لشکر میں موجود ہیں۔ ان سب کو برابر تین حصوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ تم تینوں بھائی ایک ایک حصہ لے لو۔ ماسوا اس کے کچھ روپیہ درویشوں کے لئے علیحدہ رکھا گیا ہے تم کو لازم ہے کہ "توکل" اور "تسلیم" کو اختیار کرو۔ "صبر اور" "قناعت" پر استوار رہو۔ علماء و صلحاء سے محبت رکھو۔ صاحبزادہ صاحب نے درخواست کی۔ کہ حضور والا! ملکیت ظاہری کی ضرورت نہیں۔ نعمت باطنی عطا ہو۔ فرمایا یہ اشیاء تو لے لو۔ گنج باطنی بھی ذات کبریٰ عطا فرمادے گا۔ پھر انہوں نے آپ کی درازی عمر کی استدعا کی۔ تو فرمایا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی ہے۔ کہ میری عمر میرے قبلہ پر صاحب کے برابر ہو۔ چونکہ ان کا انتقال ماہ صفر میں ہوا ہے۔ اس لئے شاید میری عمر کا پیمانہ بھی اسی ماہ صفر میں لبریز ہو جائے۔ صاحبزادہ صاحب کے دل سے یہ نکلی۔ اور جوق جوق درویش و اخرہ جمع ہو گئے حضور نے فرمایا۔ اتنی سی بات پر کیوں تمکین ہو گئے ہو۔ ہر نفس کو موت سے بے خبر نہیں۔ احکام شرح کی پابندی

لازم جانو۔ فرایض کی ادائیگی میں کسالت کو راہ نہ دو۔ پھر فرمایا۔ کہ آستانہ علیہ
تونسہ شریف پر ضرور جانا چاہئے کہ حضرت خواجہ الشیخ صاحب سجادہ نشین بخیریت
زیارت حج سے سرفراز ہو کر تشریف لائے ہیں۔ سب خادمان قدیموسی اور سیکاریا
کے لئے حاضر ہو رہے ہیں۔ اس لئے ہماری حاضری بھی ضروری ہے۔ نیز ایک
عرینہ بھی ان کے ساتھ کر دیا۔ جس میں درخواست تھی۔ کہ میرے بعد یہ میلا لڑکا
قابل دستار ہے۔ آئندہ حضور کو اختیار ہے۔ پھر ہدایت فرمائی۔ کہ وہاں
دیر نہ لگانا۔ جلدی واپس آنا۔ اور صاحبزادہ فضلہ دین صاحب کو اپنے پاس رکھا
حضرت صاحبزادہ محمد دین صاحب بحالت بخار تونسہ شریف روانہ ہوئے۔ حضرت
قبلہ عالم ۱۸۔ ماہ صفر ۱۳۳۲ء ہجری کو نماز تہجد کے بعد بجا رخصت بیمار ہو گئے
طیب اور ڈاکٹروں نے ہر چند معالجہ میں کوشش کی۔ لیکن کچھ فائدہ مترتب نہ
ہوا۔ بیماری کی شدت بڑھتی گئی۔ ۲۱۔ ماہ صفر کو حضور دالا صاحبزادہ صاحب
کا حال استفسار فرماتے تھے۔ کہ وہ تونسہ شریف سے واپس آئے۔ یا نہیں؟ آخر کار
عین انتظار میں صاحبزادہ صاحب حضرت کی خدمت میں شرف اندوز ہوئے۔
حضرت نے بڑے اشتیاق سے اپنے پیر کے حالات اور وہاں کی باتوں کو خوب توجہ
سے سنا۔ مولینا معظم دین صاحب مردوی نے درخواست کی۔ کہ زائرین اور
معتقدین کی خدمت گزاری کے لئے اپنا قایم مقام نامزد فرماویں۔ حضور دالا نے
نہایت نیاز سے بدرگاہ رب العزت دعا کی۔ اور کچھ ارشاد فرمایا۔ لیکن کسی کی سمجھ
میں نہ آیا۔ دوسرے دن بوقت غروب آفتاب آنجناب نے دریافت فرمایا۔ کہ آج
کون تاریخ اور کون رات ہے۔ عرض کیا گیا۔ آج ۲۲۔ ماہ صفر اور جمعہ کی رات
ہے۔ آپ چپ چاپ ذکر قلبی میں مشغول ہو گئے۔ آخر رات بار بار وقت کے
متعلق دریافت فرماتے رہے۔ بامداد کے وقت اشارہ سے نماز ادا کر کے شغال
میں مشاغل ہوئے۔ تو فوراً آپ کے چہرہ درخشاں پر انتقال کے نشان عیان
ہونے لگے۔ اور جسم نورانی پر رنگ ہائے زعفرانی اور نہار عالم روحانی نمایاں

ہو رہے تھے۔ تمام لوگوں کے آہ و فغان بے اختیار نکل پڑے۔ روح پر فتوح عالم فانی سے فرد کس جاوداتی اور قرب ربانی میں راحت گیر ہوا۔

اس رات کئی عجائبات اور غرائبات کا عالم ظاہر ہوا۔ سبز رنگ کے پرندوں کا ہجوم نظر آیا۔ جب آپ کی مزار خاص دربار پر اس محل میں جہاں عبادت کا کام مشغول فرماتے تھے۔ تیار کرائی گئی۔ اور غسل کے بعد مولوی معظم الدین صاحب مردوی نے مصیبت ہزاران مسکین صاحبین جنازہ کی نماز پڑھائی۔ یسحاب لوگ آپ کی زیارت کرتے رہے۔ آخر نماز ظہر کے بعد جمعہ کے روز جو بیسیں ماہ صفر ۱۳۲۶ ہجری صندوق چوبین میں رکھ کر تدفین کیا گیا۔

قِطَعَاتِ تاریخ

آپ کی وفات پر کئی قطعات تاریخ مختلف زبانوں میں تحریر ہوئے لیکن چند ایک کا انتخاب بصیحت ناظرین کے لئے درج کر دینا کافی ہے۔

قطعه تاریخ از مولیٰ غلام فرید صاحب لاہوری
دہلستان خاندانِ چشتی
گفت سائش فرید عباسی
ہمچو گل بود خواجہ شمس الدین
صلح گل بود خواجہ شمس الدین

ایضاً

عش گمانہ بود تولد چہ آخری ۱۲۱۳
شمس منیر کشوری وصال او ۱۳۰۰
(۳) منشی امیر بخش صاحب منشی لنگخانہ سیال شریف
تولد خوب خوانی سنین عمرش بیع داتی ۱۳۱۳

وفات آں شیخ عرفانی رہے منظور زرداتی

(۴) ہفتی غلام سرور صاحب لاہوری
شدہ ماتم زدہ ارض و سما ہفت
شمس اندروہان ظلمت رفت

(انور شمس تلیغی صفا)

..... (در باقی دارد)

مسلم شرابول

(از جناب مولوی ارشد احمد خان صاحب ارشد اولیاء نوی)

کیا ہمیشہ سے ہی ہوتا تھا ان بول
کیا ہمیشہ سے یونہی ہوتا تھا لیل و خوار بول
ذرّہ ذرّہ کیوں دکھاتا ہے تجھ کو انھیں بتا
کیوں زمانہ ہوتا ہے تجھ سے اب بول
دھوکا بازی جھوٹ غیبت سیکھتا ہے کس سے تو
کیا ترا سلاطین بھی تھی ایسے ہی عیار بول
پہلی ہی محنت نہیں تجھ پر گزرتی ہے کیا
پاس تیرا کیا ہے پہلے سے اب بول
جس کے دُرسے کانپتے چہرے تھے کو ان بھال
ہو کہاں وہ آج تیری تیغ جو بول
جب دو ایبتا نہیں کرتا نہیں پرہیز تو
کس طرح پاسکتا ہے صحت چھ پر بول
دیکھا ہے بنیوں کو ساری تو اپنی جائیداد
تو اگر مر جا تو دابیں کہاں بہا بول
کچھ تجھ کا احساس بھی ہو کیا تھا کیا گیا
پوچھتا ہوں تجھ سے میں نے مسلم شرابول

دوسروں ہی کیلئے سیکھے ہیں تو نے وعظ و پند

خود بھی تو عامل ہے اے ارشدانا ہنجار بول

(ماخوذ)

مَنْ انصَلَكَ إِلَى اللَّهِ

اگر آپ بین اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ تو حزب الانصار کی اولاد کیلئے ہاتھ
 بڑھائیے اس کے رکن ہنک اس کے مقاصد کی اشاعت کو اپنا فرض سمجھیے عرصہ طے ہائی
 سال سے یہ جماعت نہایت خاموشی کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔ دینی تعلیم کیلئے اعلیٰ بیانیہ پر
 جامع مسجد بھیرہ میں دارالعلوم عزیزیہ قائم ہو چکا ہے طہواری رسالہ شمس الاسلام اور مبلغین کے
 ذریعہ احکام اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ دیہات کی جاہل مسلم آبادی کو رسم و راج کی
 بندشوں سے آزاد کرنے اور انہیں روانہ فی دوزانیت کے دائم تنزیہ سے نجات دلانے کیلئے
 نہایت سرگرمی سے کام ہو رہا ہے۔ بھیرہ میں ایک عالی شان وقفی کتب خانہ (لائبریری) کا قیام
 زیر تجویز ہے۔ مفصل حالات بذریعہ خط و کتابت معلوم ہو سکتے ہیں۔ یاد رکھیے۔
 شمس الاسلام کا خریدار بننا یا اس کی اشاعت و تبلیغ کرنے میں امداد دینا ایک اسلامی
 خدمت ہے مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ حزب الانصار کو رسالہ کے مالی مصارف سے جلد از
 جلد سبکدوش کر دیں۔ حزب الانصار کے تمام کارکن مفت کام کر رہے ہیں۔ صرف طباعت و
 کتابت و کاغذ کے مصارف بردار کرنے کے لئے جدوجہد سے کام لینا پڑتا ہے۔ یقین
 جانئے۔ کہ رسالہ کا ہر ماہ کسی جگہ جانا ایک مکمل عالم مبلغ اور ناظر کے جاننے کے برابر ہے
 کم از کم کوئی گاہوں ایسا نہ رہے۔ کہ جہاں رسالہ نہ جاتا ہو۔ اہل وہ و اہل محلہ چندہ کر کے
 اپنے امام مسجد کے نام جاری کرادیں۔ ایسے امان مساجد کا فرض ہے کہ رسالہ
 کے مضامین سے مسلمانوں کو آگاہ کر دیا کریں۔

منجبا

دفتر رسالہ شمس الاسلام بھیرہ پنجاب

اسکالر

دفتر شمس الاسلام بھیرہ میں مندرجہ ذیل تبلیغی کتب برائے فروخت بروقت موجود
رہتی ہیں۔ مال ثروت انہیں ملنا کہ مفت تقسیم کر کے خدائی بارگاہ سے اجر عظیم حاصل کر سکتے
ہیں۔ خواہشمند اصحاب ملت بھیکار یا ذریعہ وی بی جلدی طلب کریں۔

حقیقتہ تشع
خوب قیام کے پرستار
کا افسانہ
مذہب کی ترقی کی ہے
قیمت ۲

اقبال الحرفہ
ہندو مذہب و پنجاب کے
علاء کا متفقہ فتویٰ
میرزا نیاں و رد افواج وغیرہ
قیمت ۵

موضوعہ
میرزا سید کی مائیداد کتاب
تفہیمات پر حقائق نظر
قیمت ۳

ظہکار و ولعہ
شعبہ الہی سالانہ اجازت
سوائے محمولہ کے
کا ایک مجموعہ مفت حاصل
کریں

علمی جواہر
سال شمس الاسلام کے
شعبہ اسلام کے
سبیل ہدایت نامہ
قیمت ۱

آئینہ مذہب
شیعہ مذہب کے اصول و فروع
کا مجموعہ نہایت مفید کتاب
قیمت ۴

سودائے میرزا
جس میں میرزا کامرانی ہونا
اس کی اپنی کلام سے ثابت
کیا گیا ہے
قیمت ۱

اسلامی اہل
زکوٰۃ و صدقات و عشر کے تعلق
کتنے فقہ کا خلاصہ تمام سبیل
کا مجموعہ قیمت ۲

سماع الاراد
سلسلہ سماع پر حقائق و فضائل
بے شمار کتب احادیث و فقہ
و تصوف میں اس سلسلہ پر روشنی
ڈالنے کی بوقت ہر

لکھنے کا پتہ
منہج حج و بند سالہ شمس الاسلام (بھیرہ پنجاب)

منہج حج و بند سالہ شمس الاسلام (بھیرہ پنجاب) کے پتہ پر مکتوب لکھ کر بھیجیں